عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۲۷ | ۲ تا ۸/ ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ مطابق یکم تا ۷/ دسمبر ۲۰۰۸ء | شمارہ: ۴۵

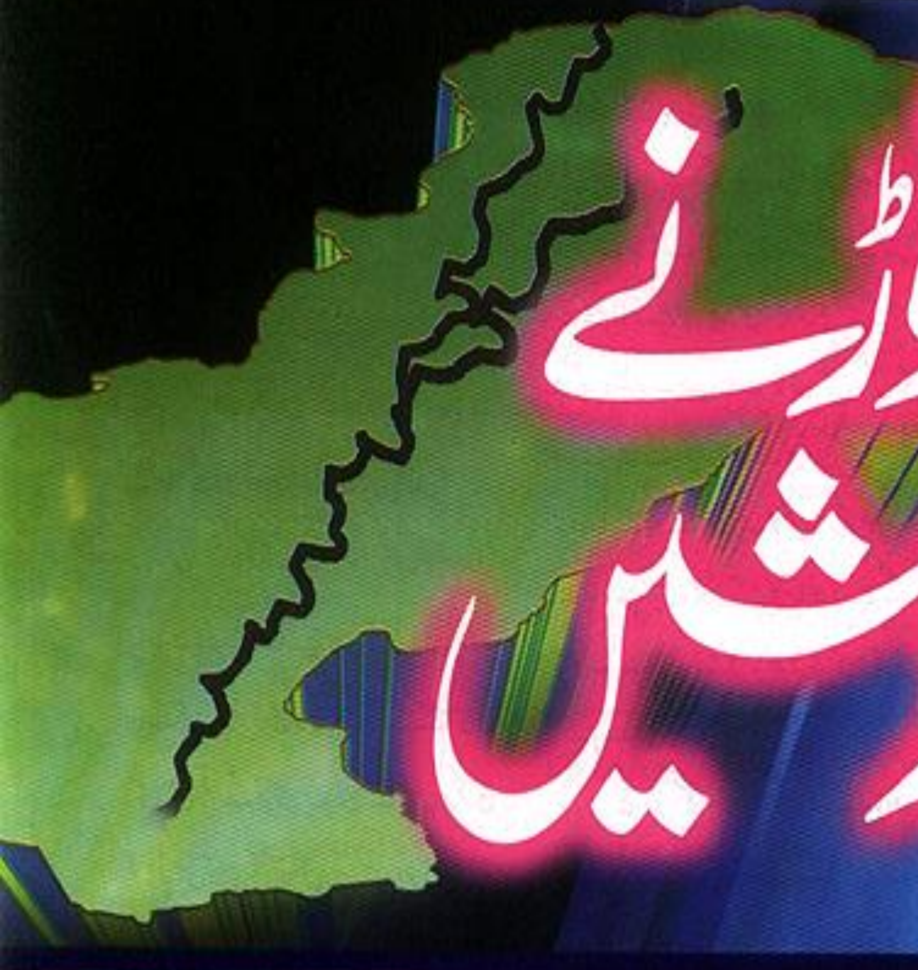

ملک توڑنے کی سازشیں

اسلام میں حسنِ اخلاق

قرآن و حدیث کی روشنی میں

خواتین کی تربیت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

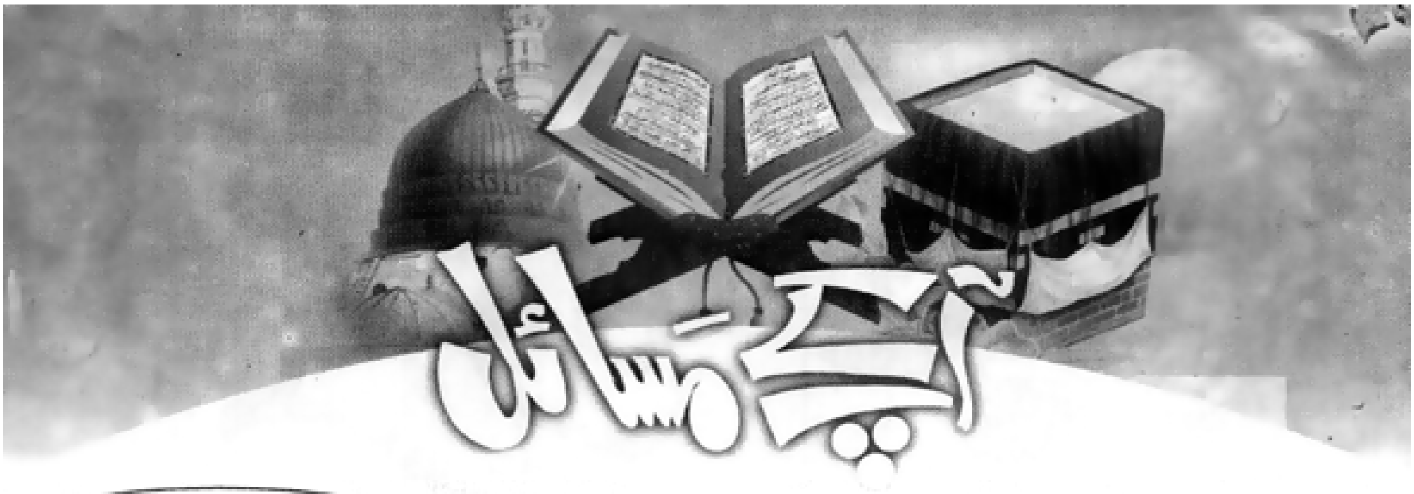

مولانا سعید احمد جلال پوری

بلا اجازت شوہر کی رقم اٹھانا

رابعہ، کراچی

س:...... میرے شوہر گھر میں کھانے پینے کی اشیاء لاتے ہوں اور مجھے میری ضرورتوں کے مطابق کم پیسے دیتے ہوں تو ایسے میں، میں ان کی بغیر اجازت کے پیسے لے سکتی ہوں؟ ایسی بات نہیں ہے کہ ان کے پاس پیسے نہیں ہیں، مگر وہ کہتے ہیں کہ یہ پیسوں کا ضیاع ہے اور بچوں کو اگر باپ نے اجازت دی ہو تو وہ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:...... اگر آپ کے شوہر آپ کو ضروری اخراجات کے پیسے نہ دیتے ہوں تو آپ ان پر اور ان کے بچوں پر ضروری خرچ کرنے کے لئے ان کی لاعلمی میں رقم لے کر ان پر یا ان کے بچوں پر خرچ کرنا چاہتی ہیں تو اس کی گنجائش ہے، لیکن اگر آپ نے فضول خرچی یا اللے تللے کے لئے ایسا کیا تو آپ چوری کی مرتکب ہوں گی اور گناہگار بھی۔ اگر بچوں کو اجازت ہو اور وہ اٹھا کر خرچ کریں تو جائز ہے۔

مجرم کی وکالت کرنا

ڈاکٹر ایم اعجاز بیگ، کراچی

س:...... وکالت ایک معزز پیشہ ہے اور اس پیشے سے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ منسلک ہیں، لیکن بہت عرصہ سے میرے ذہن میں ایک سوال سرگرداں ہے، یہ بتایئے کہ ایک شخص قتل جیسا مکروہ اور وحشیانہ فعل کرتا ہے، اب وکیل صاحب اگر بہت قابل اور نامی گرامی ہیں تو وہ قاتل چند ماہ کے اندر باعزت بری ہوجائے گا، اب جبکہ وکیل جانتا ہے کہ یہ شخص قاتل ہے اور قاتل کو سزا دلانے کے بجائے وہ اس کو صاف بچا کر لے جاتا ہے اور اپنے حلقۂ احباب میں بہت نام کماتا ہے اور پیسہ بھی، کیونکہ ہر شخص یہ کہتا ہے کہ وکیل صاحب بہت قابل ہیں، قتل کا مقدمہ جیت گئے، کیا یہ انصاف کا خون نہیں ہوا؟ کہ وہ جانتے ہوئے بھی ایک قاتل اور مجرم کو سزا سے بچا رہے ہیں، جو کہ مجرم کا ساتھ دینے کے مترادف ہے، جبکہ جرم کا ساتھ دینا بھی اتنا ہی بڑا جرم ہے؟

ج:...... کسی حقیقی مجرم کی وکالت کرنا اور اس کو بے قصور ثابت کرکے اس کے جرم کو تحفظ دینا یہ تعاون علی الاثم یعنی گناہ میں تعاون کرنا ہے، اس لئے ناجائز اور حرام ہے اور ایسے مقدمہ کی فیس بھی ناجائز اور حرام ہے۔ جو وکیل ایسے مجرموں کی پشت پناہی کرتے ہیں اور وہ چھوٹ کر مزید جرائم پر جری ہوجاتے ہیں یا جرائم کرتے ہیں، ان کے تمام جرائم اور گناہوں میں وہ وکیل صاحب بھی برابر کے شریک ہوں گے۔

لاؤڈ اسپیکر کا بے جا استعمال

س:...... آج کل گلیوں اور سڑکوں پر نعت رسول اور حمد باری تعالیٰ، لاؤڈ اسپیکر اور ایکو لگا کر پڑھا جاتا ہے، جس کی فل آواز سے اہل محلہ، بیمار لوگ اور اکثر امتحانات کی تیاری میں مصروف طالب علم اور ہائی بلڈ پریشر کے مریض بُری طرح متاثر ہوتے ہیں، وہ نہ سو پاتے ہیں اور نہ پڑھ پاتے ہیں، صبح اذان ہونے تک اول تو ان نیک لوگوں کو کم آواز میں اسپیکر چلانے سے منع کرنے کی کوئی جرأت ہی نہیں کرتا اور اگر کوئی جرأت کر بھی لے تو اسے فوراً دائرۂ اسلام سے خارج کردیا جاتا ہے اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس بارے میں کیا حکم ہے اور اس کا کیا حل ہے؟

ج:...... جی ہاں! آج کل یہ ایک چلن چل گیا ہے جو شخص جو کام کرتا ہے وہ اسی کو ہی حق و سچ سمجھتا ہے اور جو کوئی اس کے نقصانات کی طرف متوجہ کرتا ہے یا اس سے روکنے کی کوشش کرتا ہے یا اس کی مخالفت کرتا ہے، اس کا موقف چاہے صحیح ہی کیوں نہ ہو اس کو مخالف اسلام کی گالی سے نوازا جاتا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے ایسے لوگوں کو خود سوچنا چاہئے کہ ہمارا دین و مذہب اپنی راحت و آرام یا ذوق و مزاج کی تسکین کی خاطر دوسروں کو ایذا دینے کی اجازت نہیں دیتا۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۲۷ — ۲ تا ۸/ ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ مطابق یکم تا ۷/ دسمبر ۲۰۰۸ء — شمارہ: ۴۵

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

کمپوزنگ

محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ملک توڑنے کی سازشوں کا تدارک کیجئے!	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
حج... عشق کی آخری منزل	۷	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حج وزیارت کی لاج رکھیں	۹	مولانا سلمان منصور پوری
روضۂ اقدس پر حاضری	۱۱	مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ
اسلام میں حسن اخلاق	۱۴	مولانا محمد ظفیر الدین مفتاحی
قرآن وسنت کی روشنی میں خواتین کی تربیت	۱۷	ڈاکٹر مسرت جمال، پشاور
دجال کے فتنے اور قیامت کی نشانیاں	۲۲	ابوعطیرہ خان
الحاج بلند اختر نظامیؒ کی رحلت	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
جھوٹے مدعی نبوت کا انجام (۲)	۲۵	مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

Hazori Bagh Road Multan

Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:

35.Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

الغرض! عمل کی خاصیت الگ چیز ہے اور اس کا ظہور کسی خاص آدمی میں ہوگا یا نہیں؟ یہ ایک دُوسری بات ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا توبہ و استغفاری کی شکل ہے، اس لئے اس کے ذریعے اِن شاء اللہ اس کے گزشتہ گناہ معاف ہوتے جائیں گے اور اس کے ذمے اگر کچھ حقوق و فرائض ہوں تو ان کو ادا کرے، اور آئندہ کے لئے تمام گناہوں سے باز رہنے کا عزم کرے، اور کبھی غفلت اور کوتاہی ہوجائے تو فوراً توبہ کی تجدید کرلیا کرے، ایسا شخص اِن شاء اللہ جنت میں جائے گا۔

دوم:... اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا بہت ہی پسندیدہ عمل ہے، مگر ہے غیراختیاری، اس لئے اگر کوئی شخص خداترس ہو مگر اسے رونا نہ آئے تو اسے پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ: اگر رونا نہ آئے تو رونے کی شکل بنالی جائے۔ دراصل بارگاہِ خداوندی میں بندے کی عجز و بے چارگی اور تذلل کی قیمت ہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے جتنی عاجزی اختیار کی جائے کم ہے۔

سوم:... "فی سبیل اللہ" کے جو فضائل احادیث میں بیان فرمائے گئے ہیں ان کا اعلیٰ مرتبہ تو "جہاد فی سبیل اللہ" ہے، مگر خود جہاد بھی اعلائے کلمۃ اللہ (اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے) کے لئے ہوتا ہے، اس لئے دین کی تعلیم و تبلیغ بھی اسی کے ضمن میں آتی ہے۔

ارشادِ نبوی:

"جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو کم ہنسا کرتے"

"حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان جلالِ الٰہی کی ہیبت سے چرچراتا ہے، اور اسے چرچرانا چاہئے بھی۔ اس میں چار انگشت کی جگہ بھی ایسی نہیں کہ کوئی فرشتہ اپنی پیشانی اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے میں نہ رکھے ہوئے ہو۔ اللہ کی قسم! جو کچھ میں جانتا ہوں، اگر تمہیں اس کا علم ہوجاتا تو تم بہت کم ہنسا کرتے اور بہت زیادہ رویا کرتے، اور تم نرم و گداز بستروں پر عورتوں سے لطف اندوز نہ ہوتے، بلکہ تم اللہ کے سامنے دھاڑیں مارتے ہوئے جنگلوں کو نکل جاتے۔ پھر فرمایا: کاش! میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا (اور دُوسری روایتوں میں ہے کہ یہ آخری فقرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمودہ نہیں، بلکہ راویٔ حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، اور یہی صحیح ہے)۔"

(ترمذی ج:۲ ص:۵۵)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم کو ان سب باتوں کا علم ہوجاتا جن کا مجھے علم ہے تو تم بہت کم ہنسا کرتے اور بہت رویا کرتے۔"

(ترمذی ج:۲ ص:۵۵)

یعنی حق تعالیٰ شانہٗ کے جلال و جبروت کا مشاہدہ جو مجھے حاصل ہے، جنت و دوزخ کے جو نقشے میرے سامنے ہیں، موت و مابعد الموت اور میدانِ قیامت کی جو کیفیتیں مجھے معلوم ہیں، ملائکہ مقربین کا عظمت و ہیبتِ خداوندی سے تھرتھرانے کا جو حال میں دیکھ رہا ہوں، یہ ساری باتیں اگر تمہیں معلوم ہوجاتیں تو تمہیں ہنسی کھیل نہ سوجھتا، بلکہ تمہارا پتا پانی ہوجاتا، اور تم دیوانہ وار روتے اور دھاڑیں مارتے ہوئے جنگلوں کا رُخ کرتے۔

اس حدیث پاک سے منصبِ نبوت کی رفعت و بلندی اور انبیائے کرام علیہم السلام خصوصاً حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حوصلے اور قوتِ برداشت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کچھ دیکھتے تھے جو دُوسرے نہیں دیکھ سکتے، وہ کچھ سنتے تھے جس کے سننے سے دُوسرے عاجز تھے، جنت و دوزخ کے نقشے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے، ہیبت و جلالِ الٰہی کا منظر پیشِ نظر تھا، ملأ اعلیٰ میں فرشتوں کی تسبیح و تقدیس اور تضرع کی آوازیں گوشِ مبارک میں آرہی تھیں، مگر ان تمام اُمور کے باوجود معمولاتِ زندگی میں فرق نہیں آتا تھا، جبکہ یہی باتیں کسی دُوسرے پر منکشف ہوجاتیں تو وہ ان کی تاب نہ لاسکتا۔ چنانچہ قرآن میں ہے کہ قیامت کا منظر جب لوگوں کے سامنے آئے گا تو وہ مدہوش اور کھوئے سے نظر آئیں گے، حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے، بلکہ عذابِ الٰہی کی شدّت کو دیکھ کر ہوش اُڑ جائیں گے۔

لوگوں کو ہنسانے کے لئے بات کرنا

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بعض دفعہ آدمی ایک بات کہتا ہے جس (کے انجام) کی طرف اسے دھیان بھی نہیں ہوتا، مگر وہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قدر مبغوض اور ناپسندیدہ ہوتی ہے کہ آدمی اس کی وجہ سے ستر سال کی مسافت پر جہنم میں جاگرتا ہے۔"

(ترمذی ج:۲ ص:۵۵)

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

ملک کو توڑنے کی سازشوں کا تدارک کیجئے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

نفرت، بغاوت، عداوت، سرکشی، نافرمانی اور علیحدگی کی تحریکیں کیوں اور کیسے جنم لیتی ہیں؟ اور اس کے اسباب وعلل کیا ہوتے ہیں؟ اگر اس کے پس منظر پر غور کیا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ جہاں ظلم وناانصافی، جبروتشدد اور محرومیوں کے سائے گہرے ہوجائیں، وہاں نفرت وبغاوت کا لاوا پھٹتا ہے، اور ملکی سالمیت، قومی وحدت اور امن وامان کے خرمن کو آن کی آن میں پھونک ڈالتا ہے، اس کے لئے کسی گہرے غور وفکر کی ضرورت نہیں، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے ماننے والوں کی تاریخ اس پر شاہد ہے، کہ جب ان کے خلاف ظلم وتشدد میں اضافہ ہوا، تو کمزور سے کمزور قوم اور معمولی اقلیت بھی ظالم وجابر کے خلاف صف آرا ہوگئی، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ماننے والوں کے خلاف جب مظالم کی چکی چلائی گئی تو دنیا جانتی ہے کہ بنی اسرائیل جیسی بزدل قوم بھی فرعون کے مقابلہ میں کھڑی ہوگئی، اسی طرح مشرکین عرب اور اعدائے اسلام نے جب مسلمانوں سے حریت فکر وآزادی ضمیر کا حق سلب کرنا چاہا تو ابوجندلؓ اور ابوبصیرؓ وغیرہ چند نفوس نے اپنے دور کی سپر طاقت کے مقابلہ میں اس پامردی کا ثبوت دیا کہ ابنائے کفر وشرک کی اکڑی ہوئی گردنیں جھک گئیں۔

ٹھیک اسی طرح متحدہ ہندوستان میں جب انگریزوں اور ہندوؤں کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو نہتے مسلمانوں نے اپنی جان، مال، آل اور اولاد کی پرواہ کئے بغیر ایسی لازوال قربانیاں دیں کہ مغربی استعمار ہندوستان سے بھاگنے پر مجبور ہوگیا۔ ایسے ہی غیر منقسم پاکستان کے ایک حصہ مشرقی پاکستان کے مسلمانوں نے جب یہ باور کرلیا کہ ہم پر مغربی پاکستان ظلم کررہا ہے یا ہمارا بڑا بھائی ہمارے حقوق پر ڈاکا ڈال رہا ہے تو دنیا نے دیکھا کہ بنگالی قوم نے... جو ہر اعتبار سے کمزور شمار ہوتی تھی... مغربی پاکستان جیسے طاقتور حصہ، اس کی بیوروکریسی اور اس کی بہادر ومضبوط فوج سے ایسی پنجہ آزمائی کی کہ دنیا حیران رہ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے مشرقی پاکستان مغربی پاکستان سے الگ ہوکر بنگلہ دیش بن گیا۔

اس تاریخی تسلسل، تجربہ اور مشاہدہ کے تناظر میں دیکھا جائے تو اندازہ ہوگا کہ کسی قوم وملک کو تقسیم کرنے یا اس کو بغاوت پر آمادہ کرنے کے جہاں اور بہت سے اسباب وعوامل ہوتے ہیں، وہاں اس کا سب سے موثر سبب اور علت ظلم وتشدد بھی ہے، چنانچہ اگر پاکستان کا ایک وفادار بازو محض اس احساس محرومی یا محرومی کے تصور سے کٹ کر الگ ہوسکتا ہے تو کیا اس کا اندیشہ نہیں کہ پاکستان کے وہ حصے... جو روز اوّل سے پاکستان کے وفادار شمار ہوتے آئے ہیں اور جو اپنے آپ کو پاکستانی کہلانے پر فخر محسوس کرتے تھے، اگر ان کے ساتھ بھی بنگالیوں جیسا سلوک کیا گیا یا ان جیسا رویہ اپنایا گیا تو وہ بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنی راہ الگ لے لیں؟

اسی احساس محرومی اور جبروتشدد کا شاخسانہ ہے کہ اب کچھ عرصہ سے پاکستان کو توڑنے اور اس کے حصے بخرے کرنے کی آوازیں کانوں میں زہر گھول رہی ہیں، اور دل ودماغ کو پارہ پارہ کررہی ہیں۔ کہیں سے گریٹر بلوچستان کی صدا بم بن کر گرتی ہے تو کہیں سے پختونستان کی آواز اور اس کے قد آدم نقشوں کی بازگشت دل دہلا دیتی ہے، اسی طرح کہیں آزاد سندھ کی بے ہنگم آواز ہے تو کہیں سے گریٹر پنجاب کی صدا ہے۔

کیا ہمارے بزرگوں نے پاکستان اسی مقصد کے لئے بنایا تھا کہ اس کو پارہ پارہ کردیا جائے؟ اور مسلمانوں کو پھر سے اغیار کی غلامی اور ماتحتی کے مہیب

غاروں میں دھکیل دیا جائے؟

گزشتہ دس سال سے اس ملک کے دین دار علاقوں کے مسلمانوں کے خلاف روا رکھے جانے والے سلوک سے یہی محسوس ہوتا ہے کہ خدانخواستہ قادیانیوں کے اکھنڈ بھارت کے خواب کو پورا کرنے کی سازش ہورہی ہے، اگر جواب نفی میں ہے اور خدا کرے نفی میں ہو، تو ضروری ہے کہ ایسے افراد، قوتوں اور لابیوں کا کھوج لگایا جائے جو اس قسم کی بدبودار سازشیں کر رہی ہوں اور ایسے تمام اسباب وعلل کا خاتمہ کیا جائے، جس سے کسی ایسے منحوس دن دیکھنے کی نوبت آسکتی ہو۔

بلاشبہ اس وقت شمالی علاقہ جات میں جس قسم کی صورت حال ہے یا جس طرح وہاں کی نہتی عوام کو ملک دشمن سمجھ کر ان پر بمباری کی جارہی ہے اور جس طرح انہیں پاکستان سے متنفر کیا جارہا ہے، اس سے ایسا لگتا ہے کہ ان کو جان بوجھ کر پاکستان، پاکستانی فورسز اور پاکستانی شہریت سے بغاوت پر آمادہ کیا جارہا ہے۔ اگر خدانخواستہ اس صورت حال کا تدارک نہ کیا گیا تو اس کا شدید اندیشہ ہے کہ وہاں کی عوام کھل کر یہ نعرہ لگادے کہ ہمیں اس ملک کی شہریت نہیں چاہئے، اور ہم اس ملک کے شہری کیونکر بنیں؟ جس کی حکومت وفوج ہمارا تحفظ کرنے کے بجائے ہمارے دشمنوں کے ساتھ مل کر ہم پر بمباری کرتی ہو۔

ہمارے خیال میں موجودہ صورت حال میں ان صوبوں کی عوام کو پاکستانی حکومت اور فورسز سے جان بوجھ کر متنفر کرنے اور ان کو پاکستان سے بغاوت اور علیحدگی پر مجبور کیا جارہا ہے، اگر ہماری حکومت و بیوروکریسی کو ذرہ بھر بھی اپنی قوم وملک سے خیر خواہی ہوتی، تو وہ ملعون امریکا اور اس کے حواریوں کا ساتھ دینے کی بجائے اپنے شہریوں کا ساتھ دیتی اور اپنے شہریوں کے شانہ بشانہ ملک دشمنوں کے خلاف صف آرا ہوجاتی۔

یہ کہنا کہ شمالی علاقہ جات اور صوبہ سرحد میں غیر ملکی داخل ہوچکے ہیں، جن کی سرکوبی کے لئے امریکا اور پاکستان مل کر ان کے خلاف آپریشن کررہے ہیں، سراسر غلط ہے، اس لئے کہ حالات وواقعات اور ملکی اخبارات ومیڈیا کی رپورٹوں سے واضح ہوچکا ہے کہ وہاں مسلمانوں کے نام پر غیر مسلم اور طالبان کے نام پر اسلام دشمن، مسلمانوں اور طالبان کا روپ دھار کر ہمارے ملک وقوم کو تباہ کررہے ہیں، چنانچہ معاصر اخبارات کی وہ خبر اب کسی سے پوشیدہ اور ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ کالی پگڑیاں پہنے مرنے والے، چند لوگوں کی لاشوں کا جب معائنہ کیا گیا تو وہ غیر مختون ہندو یا عیسائی تھے۔

چلئے! اب تک تو ایک آمر اور ڈکٹیٹر امریکا کی ہمنوائی میں پیش پیش تھا، لیکن اب تو جمہوریت کو قائم ہوئے آٹھ ماہ سے زائد عرصہ ہوچکا ہے، کیا اب بھی جمہوریت کی دعویدار حکومت اس آمر و ڈکٹیٹر کی پالیسیوں سے انحراف نہیں کرسکتی؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہوگا تو موجودہ حکومت پر لازم ہے کہ وہ اس سازش کا تدارک کرتے ہوئے اپنی قوم اور ملک کو بچانے کی فکر کرے، نہیں تو پاکستان توڑنے کی امریکی سازش کامیاب ہوجائے گی۔

چاہئے تو یہ تھا کہ ملک وقوم کے بہی خواہ اس پریشان کن صورت حال کا تدارک کرتے اور اس کے پس پردہ عوامل کا ادراک کرتے، مگر ستم بالائے ستم یہ کہ اگر کوئی اللہ کا بندہ اس قسم کی سازشوں کا ادراک کرے، اس کی نشاندہی کرے، یا اس سازش کے مہروں کو بے نقاب کرنے کی کوشش کرے تو نہ صرف یہ کہ اس کی بات پر کان نہیں دھرا جاتا، بلکہ اس کو بدترین ذہنی اذیت سے دوچار کرکے اس کے خلاف بدترین الزامات کی بوچھاڑ کردی جاتی ہے، تاکہ آئندہ کوئی سر پھرا اس قسم کی جرأت وہمت ہی نہ کرسکے۔

اس کے ساتھ ہی ہم قومی اخبارات کے کالم نگاروں اور نظری، بصری اور سمعی میڈیا کے ذمہ داروں سے پوچھنا چاہیں گے کہ وہ معمولی معمولی مسائل اور معاملات پر تو صفحوں کے صفحے کالے کرتے رہتے ہیں اور کئی کئی گھنٹوں کے طویل پروگرام ترتیب دے ڈالتے ہیں، سوال یہ ہے کہ ان کی نظر اس طرف کیوں نہیں جاتی؟ کیا وہ اس صورت حال کے ادراک سے قاصر ہیں؟ یا خدانخواستہ وہ بھی اس سازش کا حصہ ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو ہم ان سے درخواست کریں گے کہ وہ اس بھیانک وگھمبیر صورت حال کی طرف قوم اور لیڈران قوم بلکہ پوری عالمی برادری کو متوجہ کریں اور پاکستان کی سالمیت، بقا اور استحکام کے جہاد میں ان لوگوں کا ساتھ دیں جو قوم وملک کے خیر خواہ ہیں، اسی طرح حضرات علماء کرام اور ارباب دانش کو بھی چاہئے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو اس نیک مقصد پر لگاتے ہوئے اپنے حصہ کا کام کریں اور ممکنہ حد تک اپنی قوت وطاقت کا استعمال کریں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حج عشق کی آخری منزل

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور دوران حج نہ فحش کا ارتکاب کیا نہ کسی اور گناہ کا، تو یہ شخص ایسا لوٹ کر آئے گا گویا آج پیدا ہوا۔"

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۲۰۶)

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو نہ تو ظاہری محتاجی نے حج سے روکا (کہ وہ مکہ مکرمہ تک جانے کے وسائل نہیں رکھتا تھا) نہ کسی ظالم بادشاہ (کی طرف سے عائد پابندی) نے اور نہ کسی روکنے والی بیماری نے، اس کے باوجود وہ حج کئے بغیر مرا، تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔" (نعوذ باللہ)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ حج کرنے والے کی شان کیا ہونی چاہئے؟ فرمایا: اس کا سر پراگندہ ہو اور بدن میل کچیل سے اٹا ہوا ہو، دوسرے نے پوچھا: یا رسول اللہ! کون سا حج (یعنی اس اعمال میں سے کون سا عمل) سب سے افضل ہے؟ فرمایا: "العج والثج" آواز بلند کرنا (یعنی بلند آواز سے بکثرت تکبیر پڑھنا) اور خون بہانا (یعنی زیادہ سے زیادہ قربانی کرنا)۔"

ان ارشادات میں حج کی فضیلت، اس کے آداب، قدرت کے باوجود حج سے محروم رہنے کا وبال اور حج کے بعض اعمال کو بیان فرمایا گیا ہے۔

حج اسلام کے ارکان میں آخری رکن اور سالکین راہ خداوندی کا انتہائے سفر ہے، حج کو اگر واقعی حج کی طرح کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ عطا فرمادیں تو عبدیت و بندگی کے سارے مرحلے اور

> جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور دوران حج نہ فحش کا ارتکاب کیا نہ کسی اور گناہ کا، تو یہ شخص ایسا لوٹ کر آئے گا گویا آج پیدا ہوا

عشق و محبت کی ساری منزلیں طے ہوجاتی ہیں، اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ حج کرنے کے بعد آدمی گناہوں کے میل کچیل سے اس طرح صاف ہوجاتا ہے گویا آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ: "حج مبرور کا بدلہ بس جنت ہے" اور یہی وجہ ہے کہ حج تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ مکہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے ملانے والے رستوں پر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کے نقش پا ثبت ہیں اور ہر نبی نے اپنے اپنے وقت میں اس در محبوب کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی کی ہے (صلی اللہ علیہم اجمعین)، خدا ہی جانتا ہے کہ اس حرم پاک اور ارض مقدس کو کتنے قدوسیوں کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا ہے، ظاہر ہے کہ زائرین حرم ان سب کی برکتوں، دعاؤں اور سعادتوں کو اپنے دامن میں سمیٹتے ہیں۔

یوں تو اسلام کے سارے ارکان عبدیت و فنائیت کا بے مثال مرقع ہیں، لیکن ان میں عشق کے ساتھ پاسبان عقل کا پہرہ بھی رہتا ہے، حج ایسی عبادت ہے جس میں "لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے" پر عمل پیرا ہونے کی نوبت آتی ہے۔ حج کی تیاری شروع ہوئی عقل عیار نے طرح طرح کے مشورے دینے شروع کئے، کبھی بال بچوں کی تنہائی کا خوف دلایا، کبھی روپے پیسے کے اتنے بڑے خرچ پر نکتہ چینی کی، کبھی دکان اور کاروبار اجڑ جانے کے اندیشے دلائے، کبھی بچوں کی شادی بیاہ کے شاخسانے کھڑے کئے، کبھی طویل سفر کی صعوبتوں سے ڈرایا، لیکن ایمان، عقل کا ہاتھ جھٹک کر میدان عشق میں کود گیا اور سود و زیاں کی کوئی منطق اس کے آڑے نہ آئی، وہ یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا:

اجازت ہو تو آ کر میں بھی شامل ان میں ہوجاؤں
سنا ہے کل تیرے در پر ہجوم عاشقاں ہوگا

اجازت ہوئی تو خمار عشق نے عقل و عادت کے سارے قانون توڑ ڈالے، زرق برق اتار، کفن پہن، کوہ و بیاباں میں دیوانہ وار بادیہ پیمائی شروع کردی، سرشوریدہ، پاؤں میں ڈھنگ کا

جوتا نہیں، جسم میل و کچیل اور گرد و غبار سے اٹا ہوا ہے، کبھی زور زور سے چیختا ہے، کبھی کسی کے در و دیوار کے چکر لگاتا ہے، کبھی مستانہ وار محبوب کی دہلیز پر پیشانی رگڑتا ہے، کبھی کسی کے آنچل کو چوم کر سر آنکھوں سے لگاتا ہے، کبھی اپنے بخت رسا پر ناز کرتے ہوئے یہ کہتا ہے:

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است
افتم بپائے خویش کہ بکویت رسیدہ است
ہزار بار بوسہ زنم من دست خویش را
کہ بدامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

جب اس پر بھی محبت کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوتی تو دیوانے کو ویرانہ پسند آتا ہے، آبادیوں کو چھوڑ کر جنگل کا رخ کرتا ہے، لیکن عشق کی ہوک ایک جگہ چین سے بیٹھنے نہیں دیتی، کبھی یہاں، کبھی وہاں، کبھی راتوں رات ادھر سے ادھر، کبھی زیر لب گنگناتا ہے، کبھی دھاڑیں مارتا ہے، کبھی چیختا ہے، کبھی چلاتا ہے، کبھی روتے روتے گھگھی بندھ جاتی ہے، کبھی دیکھتے دیکھتے آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں، زبان عرض مدعا سے گنگ ہو جاتی ہے، دریائے حیرت میں ڈوب جاتا ہے، ساری دن کی آبلہ پائی چیخ و پکار سے بدن کا انگ انگ دکھنے لگتا ہے، ہاتھ پاؤں جواب دے جاتے ہیں، لیکن دام زلف کے اسیر کی قسمت میں آرام کہاں؟ سورج ڈوبتے ہی پھر کسی کی تلاش میں چل نکلتا ہے، اس کی شوریدگی کو دیکھو اور تو اور آج اس کے لئے نماز کے اوقات بھی بدل گئے، لوگ مغرب کے بعد مسجد کو دوڑتے ہیں اور یہ آشفتہ سر ایک ویرانے سے دوسرے ویرانے کا رخ کرتا ہے، صبح دم تیسری جگہ کبھی ادھر کبھی ادھر بھاگتا ہے، کبھی یہاں، کبھی وہاں کنکریاں مارتا پھرتا ہے، کبھی رضائے محبوب کے لئے جان کے نذرانہ پیش کرتا ہے اور جب عشق کی کٹاری نے سب کچھ کاٹ ڈالا، وطن چھوڑا، لباس چھوڑا، آبادی چھوڑی، راحت و سکون چھوڑا، نہ کھانے پینے کا ہوش، نہ اٹھنے بیٹھنے کا پتا، بدن سے بدبو کے بھپکارے پھوٹنے لگے، سر، بدن میں جوئیں رینگنے لگیں:

''کیا کیا نہ کیا عشق میں! کیا کیا نہ کریں گے!''

تو اچانک محبوب کی صدائے دل ربا کانوں میں گونجی: ''یہاں کیا خاک چھان رہے ہو؟ اٹھو، سر، بدن کی صفائی کرو، کپڑے پہنو، آدمی بنو، ہماری زیارت گاہ خاص میں شام تک پہنچ جاؤ۔'' تب اس کے عشق کی آخری منزل آ پہنچی اور کشاں کشاں دیار محبوب کی طرف دوڑ پڑا، جاتے ہی در محبوب کے چکر لگائے اور بے اختیار اس سے لپٹ کر بلبلانے لگا، پھر اپنی داستان غم کیسے سنائی؟ اور کیا کیا سنا؟ یہ کون بتائے؟ اور کس طرح بتائے؟ جس کے ساتھ بیتی وہی جانے:

مکہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے ملانے والے راستوں پر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرامؑ کے نقش پا ثبت ہیں اور ہر نبی نے اپنے اپنے وقت میں اس در محبوب کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی کی ہے

انجا کرا دماغ کس پرسد ز باغبان
بلبل چہ گفت وگل چہ شنید و صبا چہ کرد

الغرض حج عبدیت وفنائیت کی آخری منزل ہے، جس کی ساری روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں: ''العج والثج'' ہے، چیخنا اور خون بہانا، ہر چیز کا خون، عادات و اطوار کا خون، راحت و آرام کا خون، اوقات و مرغوبات کا خون، جذبات و خواہشات کا خون، عقل و خرد کے دانشمندانہ مشوروں کا خون اور آخر میں قربانی کے جانور کا خون، حج کی یہی روح دانشورانِ خام عقل کی نظر سے مخفی ہے، وہ نکتہ چینی کرتے ہیں کہ صاحب! خواہ مخواہ اتنے سارے جانوروں کو ضائع کرنے کا کیا مطلب؟ اب جن مسکینوں کو وادی عشق کی ہوا ہی نہیں لگی ہو انہیں کیا مطلب سمجھایئے؟ اور پھر ہمارے ان بزرجمہروں کو یہ ساری عقلی خرمستیاں دین اور دینی مسائل ہی میں سوجھتی ہیں، زندگی کے دوسرے شعبوں میں وہ خود اور ان کے خویش قبیلے دوسرے لوگ جو فضول خرچیاں کرتے ہیں، ان پر کبھی نظر نہیں جاتی، بلکہ اسے ''ضرورت'' سمجھا جاتا ہے۔

مثلاً سگار نوشی کو لیجئے! ہماری قوم سالانہ کتنے کروڑ روپے کا دھواں اپنے سینے پر جماتی ہے؟ گھروں کی زینت و آرائش پر کتنے ارب روپیہ ضائع کیا جاتا ہے؟ یہی صاحب بہادر جو سو، دو سو روپے کی قربانی کو قومی دولت کا ضیاع فرماتے ہیں، ان کے دفتروں کے سامان آرائش کا جائزہ لیجئے کہ وہ کس طرح قومی دولت کے تحفظ کا ''فریضہ'' انجام دے رہے ہیں، صاحب بہادر بوٹ پہن کر بھی فرش پر نہیں چل سکتے ہیں، اس کے لئے بھی لاکھوں کی قالینوں کا اہتمام ضروری ہے، حد یہ کہ اگر کسی بڑے صاحب بہادر کو ہوائی اڈے پر اترنا ہو تو جہاز سے کار تک قالینوں کا فرش بچھایا جاتا ہے، ہمارے ایک صاحب بہادر کسی زمانے میں ملتان کے دورے پر تشریف لے گئے، انہیں چند گھنٹے وہاں ٹھہرنا تھا، ان کے لئے بیت الخلاء پر پانچ ہزار روپیہ (جو آج کے پچاس ہزار کے مساوی ہے) صرف کیا گیا، اب تو متوسط طبقہ کے معیار زندگی کا یہ عالم ہے کہ ہزاروں روپے ٹی وی سیٹ جیسی بے کار چیز پر اڑا دیئے جاتے ہیں، لیکن بس ایک قربانی ان کے نزدیک دولت کا ضیاع ہے:

''برین عقل و دانش بباید گریست''

☆☆..........☆☆

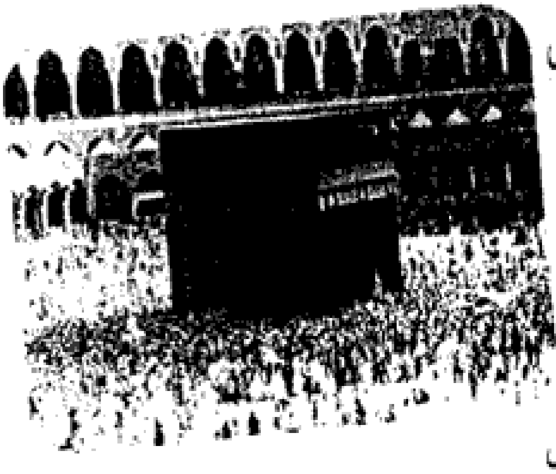

مولانا محمد سلمان منصور پوری

حج وزیارت کی لاج رکھیں

حج کے بعد حرم شریف میں ایک پاکستانی حاجی صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ اب ہمارا احرام کھل گیا ہے کیا ہم بال وغیرہ کٹوا سکتے ہیں؟ ان صاحب کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی اور بظاہر سوال سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اب داڑھی کی شیونگ کرنا ان کے لئے حلال ہوا یا نہیں؟ میں نے جواب میں عرض کیا کہ دیگر جگہوں کے بال آپ منڈوا سکتے ہیں لیکن داڑھی منڈانا، نہ احرام میں حلال تھا اور نہ احرام کھلنے کے بعد جائز ہے، یہ جواب سن کر وہ شرمندہ سے ہوگئے اور شکریہ ادا کرنے کے بعد آگے بڑھ گئے، خدا کرے موصوف کی یہ شرمندگی ان کے لئے سنت اپنانے کا ذریعہ بن گئی ہو، آمین! یہی کیا کم ہے کہ انہیں سنت نبویؐ سے محرومی پر شرم تو آگئی ورنہ ہمارے زیادہ تر بھائی اس محرومی پر نادم تو کیا ہوتے اسے اپنے لئے عزت وافتخار کا سبب سمجھتے ہیں، اسی بنا پر آج محبت رسول کے دعویدار مسلم معاشرہ میں اس سنت پر عمل کرنے والوں کو طعن وتضحیک کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔

شیطان نے یہ عمل ہمارے لئے اس قدر مزین کردیا ہے کہ اب یہ محرومی کسی بستی اور ملک تک محدود نہیں رہی بلکہ پورے عالم میں امت مسلمہ اس کوتاہی میں مبتلا ہے۔ حج میں شریک ہونے والے عظیم مجمع کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت امت مسلمہ کے تقریباً ۸۰، ۹۰ فیصد مرد حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم سنت سے بے زار ہیں، منیٰ جیسے مقدس مقام پر جہاں دسویں ذوالحجہ کو احرام کھولنے کے لئے حلق کرایا جاتا ہے وہیں بے شمار افراد داڑھی جیسی سنت کا بھی "اجتماعی قتل عام" کرتے ہیں اور انہیں ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ پیغمبر علیہ السلام کی صورت سے یہ بیزاری اور آپ کی سنت کی اپنے ہی ہاتھوں یہ پامالی ان کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگا کر انہیں سنت کے نور سے محروم کردیتی ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ وہ زائرین حرم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم ڈھونڈنے کے لئے سخت گرمی اور مشقت برداشت کرکے جبل نور اور جبل رحمت کی چوٹیوں تک پہنچ جاتے ہیں اور غار حرا اور غار ثور کے دہانوں تک رسائی حاصل کرلیتے ہیں اور وہ حجاج کرام جو حجر اسود کے استلام کی سنت ادا کرنے کے لئے ہر وقت پروانوں کی طرح اس کے گرد جمع رہتے ہیں اور وہ مہمانان خدا جو محض اللہ رب العزت اور اس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی تعمیل اور سنت کی ادائیگی کے شوق میں منیٰ، عرفات اور پھر مزدلفہ کی وادیوں کی خاک چھانتے ہیں اور ہر طرح کی مشقت اور مصیبت کو ہنسی خوشی گوارا کرتے ہیں، یہی سنتوں کے متوالے، یہی پیغمبر علیہ السلام پر جان چھڑکنے والے، یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے اور شیدائی جن کے چہروں پر ایمان کا نور اور محبت رسولؐ کی چکاچوند نظر آتی ہے، جب ان کے سامنے نبی جیسی صورت بنانے کا موقع آتا ہے تو ان کے تیور بدل جاتے ہیں اور حج کے مقدس سفر میں بھی شیطانی وساوس سے متاثر ہوکر وہ دشمنان اسلام، مشرکوں اور عیسائیوں جیسی اپنی صورت بنالیتے ہیں۔

ایمانی غیرت ہوتی تو کم از کم حج کے مقدس سفر کی تو لاج رکھی جاتی، ایسے مبارک ماحول اور ان متبرک مقامات کا تو احترام کیا جاتا، جس طرح مقامات مقدسہ میں عبادت کا ثواب بڑھا ہوا ہے، اسی طرح وہاں رہتے ہوئے گناہ کا وبال بھی حد سے زیادہ ہے، وہاں کی محرومیوں کے اسباب سے بچتے رہنا نہایت ضروری ہے، نیز حج کی قبولیت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ انسان حج سے قبل جن گناہوں میں مبتلا ہو حج کے بعد ان کو اپنی زندگی سے بالکل نکال ڈالے، خدا کرے ہمیں اپنی کوتاہیوں کا احساس ہوسکے۔ آمین!

مدینہ منورہ کی حاضری

مدینہ منورہ (زادہا اللہ شرفاً وعظمۃ) جاکر دربار نبوت میں حاضری ایک مومن کے لئے نہایت عظیم سعادت ہے اور اس حاضری کے لئے جتنا بھی ادب کیا جائے کم ہے، جو شخص بھی اپنے سینے میں ایمانی حمیت اور دینی غیرت رکھتا ہے وہ مدینہ منورہ حاضری کے وقت یہ کوشش کرتا ہے کہ اس سے وہاں رہتے ہوئے کوئی ایسی گستاخی نہ ہوجائے جو آقائے دو جہاںؐ کے لئے باعث اذیت ہو، وہ آپ کی مبارک مجلس میں جہاں آپؐ حیات طیبہ کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور اپنے زائرین کے صلوۃ وسلام کا بنفس نفیس جواب مرحمت فرماتے ہیں، اس حال میں حاضری کی سعی کرتا ہے اور ایسی ہیئت کے ساتھ زیارت کا اہتمام کرتا ہے کہ آپ کو اسے دیکھ کر ناگواری اور تکلیف کا احساس نہ ہو لیکن کتنے

افسوس کا مقام ہے کہ آج امت کا ایک بڑا طبقہ نہایت بے غیرتی کے ساتھ ایسی ہیئت وصورت کے ساتھ دربار نبوت میں حاضری دیتا ہے جو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی صورتوں کے مشابہ ہے۔ ذرا غور فرمایئے! ہمارا عزیز بیٹا اگر ہمارے سامنے ایسی صورت میں آئے جس سے ہمیں اذیت ہوتی ہو تو ہمارے دل پر کیا گزرے گی؟ تو جتنی محبت ہمیں اپنے عزیز ترین بیٹے سے ہو سکتی ہے، اس سے کہیں زیادہ محبت ہمارے آقا کو اپنی امت کے افراد سے ہے، امت کی کوتاہیوں اور سنت سے بیزاری کے رجحان پر آپ کو سخت اذیت ہونا بدیہی ہے۔

اس لئے ہمارے تعلق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے کسی عمل سے آقا کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ آقا کو اذیت نہ پہنچانا ہی سب سے بڑا ادب اور زائرین حرم کا اولین فریضہ ہے، جو ہمارے بھائی اس معاملہ میں کوتاہی کرتے ہیں انہیں ٹھنڈے دل سے اپنا احتساب کرنا چاہئے اور آئندہ کے لئے سنتوں کے اہتمام کا عزم مصمم کرنا چاہئے۔

سفر سے واپسی

اس سفر سے واپسی کا وقت جوں جوں قریب آئے، بیت اللہ سے جدائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصتی پر غم و افسوس اور رنج و ملال ہونا چاہئے اور ایک ایک لمحہ غنیمت سمجھ کر عبادت و اطاعت میں لگانا چاہئے، پتہ نہیں پھر زندگی میں یہ مبارک لمحات میسر آئیں یا نہ آئیں، مگر آج صورتحال یہ ہے کہ سفر حج سے واپسی کے آخری ایام زیادہ تر خرید و فروخت اور بازاروں میں گھومنے پھرنے میں صرف کردیئے جاتے ہیں اور اخیر وقت تک یکسوئی نہیں رہتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عشق کے جذبات کا اظہار کئے بغیر بے کیفی کے ساتھ رسمی جدائی ہوتی ہے، جس میں نہ آنکھیں نم ہوتی ہیں، نہ دل بے قابو ہوتا ہے، اس بے کیفی کے ساتھ واپسی کی صورت میں راستہ کی برکتیں بھی کم ہو جاتی ہیں اور سفر کے دوران دعاؤں کی قبولیت کا وقت غفلت کی نذر ہو جاتا ہے حتیٰ کہ نمازیں تک قضا کردی جاتی ہیں اور بہت سے جہازوں میں اڑان کے دوران فحش فلمیں دکھائی جاتی ہیں تو یہی حجاج کرام ان فلموں کو دیکھ کر گناہگار بنتے ہیں، پھر ہوائی اڈوں پر حاجیوں کے استقبال کے نام پر مردوں اور بے پردہ عورتوں کا جو بے ہنگم اجتماع ہوتا ہے، اس نے حج کے مقدس عمل کی شبیہ بگاڑ کر رکھ دی ہے۔ حج کی اصل روح اخلاص اور بے نفسی ہے اور ان منکرات اور رسومات نے اس کی روح کو فنا کر کے رکھ دیا ہے۔ حج کے عنوان سے اس تماشے اور دکھاوے کی شریعت میں گنجائش نہیں ہے، ہمارا یہ شرعی فریضہ ہے کہ ہم ان رسومات کی حوصلہ شکنی کے لئے آگے آئیں تاکہ یہ سلسلہ بتدریج بند کیا جاسکے۔

دعوتیں ہی دعوتیں

حاجی کے اپنے گھر پہنچنے کے بعد کسی طرح استقبال کا ہنگامہ چھٹتا ہے اور اس ہنگامے میں حصہ لینے والے اپنی اپنی خدمات اور تعاون کے عوض (جو حج کو جانے سے پہلے حاجی کو لفافہ کی شکل میں دے دیا جاتا ہے) تحفوں سے سرفراز کئے جاتے ہیں (اگرچہ وہ تحفے بازار سے ہی خرید کر دیئے پڑیں) تو پھر دعوتوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے، کہیں حاجی صاحب کی دعوت کے نام پر مجلسیں جمتی ہیں اور اب کہیں کہیں نئے رواج کے اعتبار سے خود حاجی صاحب ''حج کا مقدس ولیمہ'' کرتے ہیں، جس میں شریک ہونے والے کے لئے حاجی صاحب کو لفافہ میں بند کر کے کچھ نہ کچھ ''نیوتہ'' دینا بڑا اخلاقی فرض سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی بے چارہ اس قابل نہ ہو تو اسے ناگوار تبصروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یوں کہئے کہ اب جسے بغیر نکاح کے اپنی شادی کرانی ہوتی ہے تو وہ حج کر کے آتا ہے اور شادی کی آرزوئیں (بارات، قوالیاں، پھول، گجرے اور پھر زور دار ولیمہ) اس کے ذریعہ سے انجام پاتی ہیں، یعنی اس مقدس عبادت کو نام و نمود اور سستی شہرت کا ذریعہ بنالیا گیا ہے۔

یہ صورت حال افسوس ناک ہی نہیں، تشویش ناک بھی ہے اور معاشرہ کے بااثر اور ہوشمند افراد نے اگر اس پر سنجیدگی سے توجہ نہ دی تو حج کے نام پر کی جانے والی یہ فضول خرچیاں بڑھتے بڑھتے حج کے اصل مصارف سے بھی زیادہ ہوجائیں گی اور معاشرہ کے ایک عام فرد کے لئے حج ویسے ہی مشکل ہے، اگر یہی صورت رہی تو اور مشکل ہوجائے گا اور کتنے لوگ شرعی طور پر حج فرض ہونے کے باوجود اس انتظار میں حج سے محروم رہیں گے کہ حج سے پہلے اور بعد کے اوپری خرچوں کا انتظام ہوجائے، خدا کرے کہ ہماری آنکھیں کھلیں اور عبادت کو عبادت کی حیثیت سے انجام دینے کی توفیق حاصل ہو۔ آمین۔

نئے حجاج کرام سے خاص طور پر استدعا ہے کہ وہ کوتاہیوں پر توبہ و استغفار کر کے آئندہ صاف ستھری اور سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کریں، یہ ان کے حج کی قبولیت کی بڑی نشانی ہوگی۔ واللہ ولی التوفیق۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

روضۂ اقدس پر حاضری اور چالیس نمازوں کی ادائیگی

جس طرح ہر حاجی پر ارکان حج کی ادائیگی ضروری ہے اسی طرح روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری اور مسجد نبوی میں نمازوں کی ادائیگی بھی ضروری ہے جس کو "زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کچھ عازمین حج، حج سے قبل اور کچھ حج کے بعد زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بہت زیادہ فضیلت واہمیت بیان کی ہے۔ اس کے دو درجے ہیں: ایک صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لئے روضہ اقدس پر حاضر ہونا اور دوسرا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چالیس نمازیں ادا کرنا اور مسجد نبوی کے مختلف مقامات پر نوافل وغیرہ ادا کرنا۔ سب سے پہلے اس زیارت کی فضیلت واہمیت کو اجاگر کیا جاتا ہے تاکہ شوق وذوق کے ساتھ اس کو ادا کیا جاسکے۔

نبی آخرالزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات امت مسلمہ کے لئے سب سے عظیم نعمت ہے اور آپ کی ذات ہر مسلمان کے لئے ماں باپ، بیوی، بچے اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب وپسندیدہ ہے اور ہر مسلمان اپنی جان کو آپ کی ذات، آپ کی عظمت کے لئے نچھاور کرنا زندگی کی سب سے بڑی سعادت تصور کرتا ہے۔ آپ تصور کیجئے کہ آپ اس عظیم ہستی کے دربار میں پہنچ رہے ہیں اور حدیث شریف کے مطابق آپ کے دربار میں پہنچنے کا مطلب آپ کی زیارت سے مشرف ہونا ہے، اس لئے بہت احتیاط، وقار اور احترام کے پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے عقیدت ومحبت کے ساتھ شریعت کے اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوں اور آپ کی زبان درود شریف کی حلاوت سے مسلسل تر ہو۔ روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، مسجد نبوی کے پورے حصے کے ساتھ ساتھ مدینہ طیبہ بھی بہت زیادہ فضیلت واہمیت کا درجہ رکھتا ہے، اس لئے درجہ بدرجہ ہر ایک کے احترام کے پہلو کو ملحوظ رکھیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے میری قبر و روضہ کی زیارت کی، اس کے لئے میری شفاعت ضروری ہوگئی۔ (دارقطنی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے کہ جو میری زیارت کے لئے آئے اور اس کے سوا کوئی نیت نہ ہو تو مجھ پر حق ہوگیا کہ اس کی سفارش کروں۔ (طبرانی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو ایسا ہے گویا میری زندگی میں زیارت کی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا کہ جو شخص ارادہ کرکے میری زیارت کرے وہ قیامت میں میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص مدینہ منورہ میں قیام کرے اور وہاں کی تنگی اور تکلیف پر صبر کرے میں اس کے لئے قیامت میں گواہ اور سفارشی ہوں گا اور جو حرم مکہ مکرمہ یا حرم مدینہ میں مرجائے وہ قیامت میں امن والوں میں اٹھے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (الشفاء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کرکے مکہ سے تشریف لے گئے تو وہاں کی ہر چیز پر اندھیرا چھاگیا اور جب مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں کی ہر چیز روشن ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میرا گھر ہے اور اسی میں میری قبر ہوگی اور ہر مسلمان پر حق ہے کہ اس کی زیارت کرے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص حج کے لئے مکہ مکرمہ جائے اور پھر میرا قصد کرکے میری مسجد میں آئے، اس کے لئے دو حج مقبول لکھے جاتے ہیں۔ (دیلمی)

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تمام علماء کرام کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور آپ پر سلام پڑھنا اہم ترین نیکیوں اور افضل ترین عبادات میں سے ہے اور اعلیٰ درجات پر پہنچنے کے لئے کامیاب ذریعہ اور اہم وسیلہ ہے۔ اس کا چھوڑنا بڑی غفلت اور بہت بڑی جفا ہے اور معمولی عذر کی وجہ سے اس سعادت سے محرومی انتہائی قساوت اور ظلم ہے، اس لئے حج سے پہلے یا حج سے فارغ ہونے کے بعد ہر حاجی روضہ اقدس پر سلام پیش کرنے کی نیت سے مدینہ منورہ جائے تو درج ذیل آداب وزیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستحب ہیں۔

سب سے اہم بات نیت ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کی نیت سے یہ سفر کرے۔ بعض علماً نے لکھا ہے کہ مسجد نبوی میں نمازوں کی ادائیگی کی نیت سے یہ سفر کرے۔ روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام و احترام زیادہ ہے۔ اس نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی نیت بھی ضروری ہے۔ ریاکاری اور تفاخر وغیرہ کی نیت سے بچنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔ راستہ میں مسنون اعمال اور شریعت کے اصولوں کا بہت زیادہ خیال رکھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تو اس سفر میں ان اعمال کا بھی خیال رکھتے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فطری تقاضوں کی وجہ سے کئے تھے۔ جتنا اس سفر میں شریعت کے آداب کا خیال رکھے گا اتنا ہی اس سفر کا روحانی فائدہ حاصل ہوگا۔

یہ تصور کریں کہ جس راستہ سے آپ گزر کر مدینہ منورہ جارہے ہیں' اس راستہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا مشقت بھرا سفر فرمایا تھا' اس لئے اس کو "طریق الہجرۃ" کہا جاتا ہے۔ پتہ نہیں کتنے مقام اس سفر میں ایسے ہوں گے جہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک کے نشانات ہوں گے۔ اس لئے ہجرت کے واقعہ کو ذہن میں رکھ کر خوب درود شریف پڑھتے ہوئے یہ راستہ طے کریں۔ مدینہ منورہ جیسے جیسے قریب آتا جائے' اسی طرح آپ کی محبت وعقیدت اور جوش وخروش میں اضافہ کے ساتھ درود شریف پڑھنے میں اضافہ ہوتا جائے۔ کیونکہ روایات کے مطابق جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپسی پر مدینہ منورہ کے قریب پہنچتے تو سواری کو تیز فرمادیتے تھے۔

مدینہ منورہ کی حدود شروع ہوجائے تو ان الفاظ سے دعا پڑھے:

"اے اللہ! یہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم ہے' اس کو تو میرے لئے آگ سے بچنے کا اور عذاب سے بچنے اور حساب کی برائی سے بچنے کا ذریعہ بنادے۔"

شہر میں ادب واحترام سے درود شریف پڑھتا ہوا داخل ہو اور اپنی عمارت پر پہنچ کر سامان وغیرہ اطمینان سے رکھ دے اور اپنے سب سے بہترین کپڑے نکالے' بہتر یہ ہے کہ روضہ کی زیارت کے لئے نیا جوڑا سلوا کر لے جائے۔ اچھی طرح غسل کرکے نیا یا صاف جوڑا پہن لے اور خوب خوشبو لگائے اور اگر ممکن ہو تو کچھ صدقہ وغیرہ بھی کردے اور اس کے بعد ادب واحترام کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ مسجد نبوی میں باب جبریل سے داخل ہو ورنہ کسی بھی دروازے سے داخل ہوا جاسکتا ہے۔ مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت دایاں قدم رکھتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

"بسم اللہ و الصلوۃ و السلام علی رسول اللہ' اللھم افتح لی ابواب رحمتک"

مسجد میں کسی جگہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے اور اگر ہجوم نہ ہو تو "ریاض الجنۃ" میں جاکر دو رکعت پڑھ کر خوب دعائیں مانگیں اور استغفار کریں۔ اس کے بعد نہایت وقار کے ساتھ روضہ اقدس کی طرف نیچی نگاہیں کرتے ہوئے جائیں۔ روضہ مبارک باب السلام کی طرف سے جائیں تو مسجد نبوی کے آخری دروازے سے تھوڑا پہلے بائیں ہاتھ پر آئے گا۔ ریاض الجنۃ سے نکل کر بائیں ہاتھ کی طرف خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی توسیع کردہ مسجد میں بڑھیں گے تو بائیں ہاتھ پر ستون کے بعد جالیاں نظر آئیں گی' پہلی جالی والا حصہ گزار کر درمیان والے حصہ پر پہنچیں گے تو پہلی بڑے دائرہ والی کھڑکی روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جگہ کی نشاندہی کرتی ہے' جہاں پر نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ اطہر اور چہرہ مبارک ہے' اس کو "مواجہ شریف" کہا جاتا ہے۔ اس کے بالکل سامنے چند فٹ دور فاصلہ چھوڑ کر کھڑے ہوجائیں' نظریں نیچی کرکے درج ذیل الفاظ میں ستر مرتبہ سلام پیش کریں۔ حدیث شریف کے مطابق اس انداز میں سلام پیش کرنے والوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پر شفاعت واجب فرماتے ہیں۔

"صلی اللہ علیک وسلم یا سیدی یا رسول اللہ"

اس کے بعد سلام کے جو الفاظ یاد ہوں یا کتاب سے دیکھ کر خوب ذوق وشوق کے ساتھ سلام پیش کریں۔ ہاتھ اٹھائے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعائیں مانگیں۔ اپنی مغفرت کی شفاعت چاہیں' اپنے والدین' اہل وعیال' عزیز واقارب' بیوی بچوں اور امت مسلمہ کے لئے خوب دعائیں کریں۔ آنسوؤں کا نذرانہ عقیدت پیش کریں:

گرا کر چار آنسو حال دل سب کہہ دیا ان سے
دیا مجھ کو زبان کا کام چشم خون فشاں تو نے

بار بار حاضری کی اجازت چاہیں' یہ تصور کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سلام سماعت فرمارہے ہیں اور جواب مرحمت فرمارہے ہیں۔ اس کے بعد اپنے والدین' بیوی' بچوں اور دوست واحباب اور جن حضرات نے سلام پیش کرنے کے لئے کہا تھا ان کی طرف سے سلام پیش کریں یاد رکھیں کہ اگر آپ نے کسی سے سلام پہنچانے کا وعدہ کرلیا تھا تو آپ پر سلام پہنچانا واجب ہوگیا۔ اور اردو میں ان الفاظ سے سلام پہنچائیں:

"اے اللہ کے رسول! میرے والد محترم ("والد محترم" کی جگہ اس کا نام کہہ دیں) کی طرف سے سلام قبول فرمائیے' وہ شفاعت کے طلب گار تھے ان کے حق میں

شفاعت فرمائیے۔"

اس طرح باری باری سب کی طرف سے سلام پیش کرنے کے بعد اجتماعی سلام اس طرح کہیں:

"اے اللہ کے رسول! جن لوگوں نے مجھے سلام پہنچانے کا کہا تھا ان کی طرف سے سلام قبول فرمالیں۔"

اس کے بعد دائیں طرف ہٹ کر اگلی دائرے والی کھڑکی کے سامنے کھڑے ہوکر خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ سے سلام پیش کریں:

"السلام علیک یا خلیفة رسول الله. السلام علیک یا ابابکر الصدیق "

اس کے بعد دائیں طرف ہٹ کر تیسری دائرے والی کھڑکی کے ساتھ کھڑے ہوکر خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان الفاظ سے سلام پیش کریں:

"السلام علیک یا خلیفة الثانی رسول الله. السلام علیک یا سیدنا عمر فاروق رضی الله عنه. السلام علیک یا ناطق بالصواب."

اس کے بعد ان دونوں کھڑکیوں کے درمیان کھڑے ہوکر دونوں خلفاءؓ پر اجتماعی سلام ان الفاظ سے پڑھیں:

"السلام علیکما یا وزیری رسول الله. السلام علیکما یا مشیری رسول الله. السلام علیکما یا صحیبی رسول الله"

اس کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہ شریف پر آکر دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کریں اور تھوڑا سا ہٹ کر کہ روضہ اقدس کی طرف پیٹھ نہ ہو قبلہ رخ ہوکر ہاتھ اٹھا کر خوب دعائیں کریں۔ آٹھ نو دن آپ کا قیام ہوگا۔ روزانہ دو تین مرتبہ ضرور سلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوں' پتہ نہیں دوبارہ موقع ملے یا نہ ملے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران دوسرا اہم کام مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی ادائیگی ہے۔ یہاں پر ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار کے برابر ہے جبکہ مسلسل چالیس نمازوں کی ادائیگی کرنے والوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہوجاتی ہے' اس لئے کوشش کریں کہ تکبیر اولیٰ کے ساتھ ہر نماز صف اول یا اگلی صفوں میں ادا کریں۔ "ریاض الجنة" میں ہوجائے تو بہت ہی اچھا ہے۔ اذان سے بہت پہلے مسجد میں داخل ہوں گے تو اچھی جگہ مل سکے گی۔ قیام مدینہ کے دوران تہجد مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام کریں۔ زیادہ سے زیادہ وقت مسجد میں گزرنا چاہئے۔

مسجد نبوی میں ریاض الجنة بہت ہی مبارک حصہ ہے۔ یہ جنت کا ٹکڑا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میرے حجرے اور منبر کے درمیان کا حصہ جنت کا ٹکڑا ہے"۔ ریاض الجنة میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محراب سب سے مبارک جگہ ہے' کیونکہ آپ کی سجدہ گاہ ہے۔ اس کے علاوہ "ستون حنانہ" ستون عائشہؓ' ستون وفود اور ستون توبہ بھی قبولیت دعا کی جگہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توسیع والی محراب اور منبر مبارک سے متصل حصہ بھی مبارک ہے۔

"ریاض الجنة" کی نشانی یہ ہے کہ اس حصہ کے تمام ستون سنگ مرمر کے ہیں جن پر ہری دھاریاں ہیں اور فرش پر قالین کا رنگ لال کے بجائے سلیٹی ہے۔

مسجد نبوی کے علاوہ مدینہ منورہ میں مسجد قباء اسلام کی پہلی مسجد ہے' جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مسجد نبوی میں نماز فجر ادا کی اور پھر قباء آکر دو رکعت ادا کیں اس نے گویا میرے ساتھ عمرہ ادا کیا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی کا ثواب اس کو ملے گا) شہداء احد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مظلوم ترین شہید چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار اور میدان احد جو بہت ہی مبارک جگہ ہے' یہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ سید الشہداء حضرت حمزہؓ' حضرت مصعبؓ اور شہدائے احد کو سلام پیش کریں' ان کے وسیلہ سے دعا مانگیں۔ میدان جنگ خندق' مسجد قبلتین' مسجد علی رضی اللہ عنہ وغیرہ میں جا کر زیارت کرنا اور دو رکعت ادا کرنا افضل و مستحب عمل ہے۔ جنت البقیع جا کر خلیفہ ثالث شہید مظلوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت حلیمہ سعدیہ' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ' حضرت حفصہ اور دیگر امہات المومنین' حضرت صفیہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر پھوپھیاں' خاتون جنت حضرت فاطمة الزہراء' حضرت رقیہ' حضرت ام کلثوم' حضرت زینب' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہم اجمعین' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت طیب' حضرت امام مالک' امام شافعی اور لاکھوں صحابہ کرام' تابعین' تبع تابعین اور مشائخ وعلماء کرام کے مزارات پر حاضری دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق دعائیں مانگیں اور ان کا وسیلہ طلب کریں۔ چالیس نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر الوداعی سلام پیش کرتے ہوئے فراق اور جدائی کے غم سے روتے ہوئے آئندہ کی حاضری کی استدعا کرتے ہوئے مدینہ منورہ سے رخصت ہوں۔

یا رب صل وسلم دائما ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلھم

اٹھ کے ثاقب گو چلا آیا ہوں اس کی بزم سے

دل کی تسکین کا مگر سامان اسی محفل میں ہے

☆☆..........☆☆

مولانا محمد ظفیر الدین مفتاحی

اسلام میں حُسنِ اخلاق

دنیا جس تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے' یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں' یہ ترقی اور آزادی کا دور کہا جاتا ہے' لوگ بہت اونچا سوچتے ہیں' بیانات بہت شاندار دیتے ہیں' اور نجی مجلسوں میں بڑی روشن خیالی کا اظہار کرتے ہیں' مگر عملی دنیا میں ان کا جو حال ہے اس سے خدا کی پناہ' خفیہ کمیٹی اخلاق و اعمال کے متعلق جو رپورٹ تیار کرتی ہیں' اس کو حاصل کر کے پڑھیں' پرائیویٹ زندگی کی لوک و پلک کا جائزہ لیں اور موقع مل جائے تو ان بڑے لوگوں کو پرکھیں' جن کے نام کا سکہ دنیا میں چلتا ہے' پھر ساری باتیں کھل کر سامنے آجائیں گے اور اس وقت آسانی سے آپ نتیجے تک پہنچ سکتے ہیں۔

اخلاق و اعمال کی پستی سے جن غریبوں کو نقصان پہنچتا ہے' جن شریفوں کی مٹی پلید ہوتی ہے اور جن ارباب فضل و کمال کو روحانی اذیت ہوتی ہے' وہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ''حسن اخلاق'' کتنی اہم چیز ہے اور اس کے بغیر دنیا کا وجود سڑی ہوئی ایک لاش کے مانند ہے کہ نہیں؟

اخلاق و اعمال کی بلندی اور پاکیزگی کے لئے اصولی بات یہ ہے کہ صرف دنیاوی قانون کسی قوم اور ملک کے اخلاق اور اعمال میں انقلاب نہیں پیدا کر سکتا ہے' اس کے لئے ضرورت ہے کہ آخرت کا عقیدہ دلوں میں راسخ کیا جائے اور بتایا جائے کہ آدمی کو ایک دن اپنے اعمال و اخلاق کا حساب و کتاب دینا ہے' ہمارے سارے کام رب العالمین کی نگاہوں کے سامنے ہیں' اس سے کوئی کام پوشیدہ نہیں رہ سکتا' اللہ تعالیٰ کی خفیہ فوج انسان کے ساتھ لگی پھرتی ہے' جو آنکھوں سے اوجھل تو ضرور ہے' مگر ہے بلاشبہ۔

پھر لوگوں کے ذہن نشین کیا جائے کہ ظاہر سے زیادہ باطن کی اصلاح کی ضرورت ہے' جو سارے جسم کا مرکزی نقطہ ہے' جب تک اس مرکزی حصے کی اصلاح نہیں ہوتی' انسان کے اعمال و اخلاق میں پاکیزگی نہیں آسکتی۔

''اسلام'' جو سارے انسانوں کا فطری دین ہے' وہ انہی امور کی تعلیم دیتا ہے' وہ قول سے زیادہ عمل کو دیکھتا ہے اور زبان سے زیادہ قلب پر اس کی نگاہ رہتی ہے' کردار کے آگے گفتار کی کوئی حقیقت نہیں' وہ برہمن وشودر کی تفریق میں وقت برباد کرنے کے لئے تیار نہیں' وہ آنکھ بند کر کے اس کا بھی قائل نہیں کہ برہمن جو کرے اور کہے وہ بہتر ہے اور شودر اور نیچ ذات جو کام کرے وہ قابل نفریں ہے' اسلام کا قانون سب کے لئے یکساں ہے' امیر وغریب' شاہ و گدا' شہری و دیہاتی' اور برہمن و شودر سب اس کی نگاہ میں انسان ہونے کی حیثیت سے برابر ہیں' ہاں ان میں جس کے اعمال و اخلاق پاکیزہ ہوں' عقائد و معاملات درست ہوں اور ایمان و عمل صالح میں کوئی کھوٹ نہ ہو' وہی برگزیدہ ہے' وہی لائق ستائش ہے اور وہی نجات کا مستحق ہے۔

رب العالمین نے رحمۃ للعالمین کے ذریعے اخلاق و اعمال کے ایک ایک گوشے پر روشنی ڈالی ہے' قانون و آئین کے روپ میں بھی اور پیغمبر اسلام کی سیرت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عمل سے بھی' قرآن پاک اور اقوال نبی کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو کہ اسلام نے انسانوں کے اعمال واخلاق کو سدھارنے کی کتنی عظیم الشان جدوجہد کی اور اس میں کس حد تک اس کو کامیابی حاصل ہوئی۔

رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جب دشمنان اسلام نے ''دیوانہ'' ہونے کی بات مشہور کی تاکہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر دھیان نہ دے سکیں تو قرآن نے اس کی تردید کرتے ہوئے اعلان کیا:

''اور آپ بلند کردار کے حامل ہیں۔'' (القلم:۱)

جس کا ماحصل یہ تھا کہ جس کی تربیت ''خلق عظیم'' پر ہوئی ہو' جو ہر معاملے میں اخلاق و محبت کا ثبوت پیش کرتا ہو' جو اپنے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں کے لئے دعائیں کرتا ہو' اور رات دن اس فکر میں ہو کہ کس طرح وہ کفر و شرک کی ظلمت سے نکل کر ایمان و ایقان کی روشنی سے فیضیاب ہو' اس سلسلے میں اپنی جان تک کی قربانی کے لئے تیار ہو' وہ پاگل کیسے ہو سکتا ہے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے اعمال و اخلاق میں بڑھے ہوئے تھے' میں نے مسلسل دس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں ایک خادم کی حیثیت سے زندگی گزاری' مگر کبھی بھی مجھ کو اف تک نہیں کہا' حد یہ ہے کہ کسی کام پر یہ نہ فرمایا کہ تو نے کیوں کیا' اور نہ یہ فرمایا کہ کیوں نہیں کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بے حیائی کی بات پسند فرماتے تھے اور نہ اس کو زبان پر لاتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے:

"بلاشبہ تم میں بہترین وہ ہیں جو تم میں حسن اخلاق کے مالک ہیں۔"

(ریاض الصالحین ص:۳۰۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن مسلمان بندے کے ترازو میں حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز زیادہ وزنی نہیں ہے۔"

(ریاض الصالحین ص:۳۰۴)

جس عمل کا تعلق قیامت کے دن سے ہو اور جو چیز میزان عمل میں تولی جائے اس کی اہمیت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ دراصل حساب و کتاب کا وہی دن ہے اور اسی دن کی کامیابی سچی کامیابی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سی چیز عموماً دخول جنت کا باعث ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک اللہ کا ڈر دوسرے حسن خلق۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم میں وہ لوگ ایمان میں مکمل ہیں، جن کے اخلاق و اعمال سب سے اچھے ہیں اور تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے بال بچوں کے لئے بہتر ثابت ہو۔"

(ریاض الصالحین ص:۳۰۴)

حسن خلق کا دوسرا نام نیکوکاری ہے، حدیث میں آیا ہے کہ ایک دن ایک صحابیؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نیکوکاری اور گناہ کی تعریف کیا ہے؟ سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نیکوکاری حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹک پیدا کرے اور جس عمل سے لوگوں کے مطلع ہونے کا تو ناگوار سمجھے۔"

(ریاض الصالحین ص:۳۰۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں اور جاندار چیزوں کے حقوق کی ادائیگی کا نام اخلاق ہے، اور مشتبہ ناجائز اور حرام کاری کا ارتکاب گناہ۔

لیکن جائز امور میں بھی ریاکاری کرنا، اخلاق کے منافی ہے اسی طرح جائز کام اس طرح کرنا جس کا مقصد دوسروں کو نقصان پہنچانا ہو، حسن اخلاق کے منافی ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق باتوں میں جو ریاکاری ترک کردے، میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں، اسی طرح اس کے لئے جو مذاق سے بھی جھوٹ بولنے کی جرأت نہ کرے اور جو اپنے اعمال و اخلاق کو سنوارے اس کے لئے جنت کے سب سے اونچے درجے کے لئے ضامن بن جاؤں گا۔

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری نظر میں سب سے زیادہ محبوب اور قیامت میں مجھ سے سب سے قریب بیٹھنے والا وہ شخص ہے، جس کے اعمال و اخلاق پاکیزہ ہوں، اور میری نظر میں سب سے زیادہ مبغوض اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور رہنے والے وہ اشخاص ہیں جو باتونی، بڑائی جتانے والے، لمبی چوڑی بات کرنے والے رعب جمانے کے لئے بے تکے بولنے اور بیان دینے والے ہیں۔"

حسن خلق کی تعریف ترمذی نے عبداللہ بن مبارکؒ سے یہ نقل کی ہے:

"خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا، بھلائی کرنا اور تکلیف دہ امور کو روکنا۔"

(ریاض الصالحین ص:۳۰۶)

قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ "حسن خلق" لوگوں کے ساتھ خوبی، مسرت، تحمل اور محبت سے پیش آنے اور کبر و نخوت، شدت و غلظت، غیظ و غضب اور دار و گیر سے گریزاں رہنے کا نام ہے۔

شریعت نے حسن خلق کی تعریف یہ کی ہے کہ:

"حسن خلق" وہ ملکہ راسخہ ہے، جس کی وجہ سے افعال محمودہ بسہولت صادر ہوں اور فکر و رویت کی ضرورت محسوس نہ ہو۔

مومن و مسلم کے لئے حسن خلق ضروری ہے بلکہ ایمان کی سب سے بڑی پہچان ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی زندگی سراپا حسن خلق ہے۔

پیغمبر اسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کسی مسلمان میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوسکتیں: ایک بخل، دوسرے بدخلقی۔"

(سبل السلام ج:۴ ص:۲۷۴)

مومن کے لئے یہ دونوں بری خصلتیں سخت نازیبا ہیں، بلکہ ایمان کے منافی ہیں۔ دوسری حدیثوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا کہ بداخلاق عمل کو اس طرح برباد کرڈالتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو۔ (سبل السلام ج۴ ص:۲۷۴)

بزرگوں نے لکھا ہے کہ جن لوگوں میں بدخلقی پیدا ہوجاتی ہے، انہیں توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی، بلکہ اس کی برائی بڑھتی ہی جاتی ہے اور ایک دن اس کو تباہ کرکے دم لیتی ہے، انسان چونکہ اپنے اخلاق و اعمال کا محاسبہ نہیں کرتا، اس لئے اس کو احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کہاں جارہا ہے۔

عصری علوم، اخلاق کے قاتل:

دنیا میں اخلاق و اعمال کی گندگی اس لئے بڑھتی جارہی ہے کہ لوگ صرف "علوم جدیدہ" پر مرمٹ رہے ہیں۔ اخلاق و اعمال کی درستی کی طرف کوئی دھیان نہیں، بچوں کو سارا علم پڑھایا جاتا ہے مگر اخلاق کی تعلیم نہیں

دی جاتی' مساوات کی آواز عرب کی وادی سے اٹھی اور ساری دنیا میں پھیل گئی' لیکن کوئی پوچھتا نہیں مساوات کس کو کہتے ہیں؟ اخلاق و اعمال سے بیگانگی کا نام لوگوں نے مساوات سمجھ لیا ہے اور سب اسی پر قانع ہیں۔ شرم وحیا' تحمل و بردباری' صبر و قناعت' اکرام و احترام' محبت و شفقت اور ساری ان خوبیوں کو دنیا بھلائے جاری ہے' جس پر حسن خلق کی بنیاد ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون پاکیزہ اخلاق کا مالک ہوگا' مگر بایں ہمہ اس کی اہمیت کا تقاضا یہ تھا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لمحے کے لئے ان سے غافل نہیں ہوتے' دعا فرماتے رہتے ہیں:

"اے اللہ! مجھے ناپسندیدہ اعمال و اخلاق اور بری خواہشوں اور بیماریوں سے بچائے رکھیے۔" (سبل السلام ج۲ ص۲۷۴)

کبھی دعا فرماتے:

"اے اللہ! جس طرح تو نے میری خلقت کو سنوارا ہے' میرے اخلاق کو بھی سنوار دے۔" (سبل السلام)

الفاظ گو مختصر ہیں مگر مفہوم بہت وسیع ہے' جس قدر نیکیاں ہوسکتی ہیں' ان تمام کے لئے دعا کرتے ہیں' جتنی برائیں' بدعنوانیاں' بے ہودہ حرکتیں اور بدتمیزیاں ممکن ہیں' ان تمام سے کنارہ کشی اور الگ تھلگ رہنے کی التجا کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے نہ کسی کو کبھی مارا' نہ کسی عورت کو پیٹا' نہ کسی نوکر کو سزا دی' اور نہ کسی کو برا بھلا کہا' نوکر کو گھر کا ایک ممبر شمار کیا' جو خود کھایا وہی نوکر کو کھلایا' جیسا خود پہنا خادم کو پہنایا' اور اسی کی صحابہ کرام کو تاکید کی اور یہی امت کو تعلیم فرما گئے' کسی نے کوئی قصور کیا تو معاف کردیا' کسی نے کوئی بدتمیزی کی تو درگزر کیا' کسی نے سوال کیا تو جو ہوسکا اٹھا کر دے دیا' کچھ نہ رہا تو بدن کا کرتا تک اتار کر دے دیا۔

صحابہ کرامؓ ان تعلیمات کے بہترین نمونہ تھے' ایک دن ایک شخص نے آ کر عرض کیا: حضور! میں مجبور ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے پاس خبر بھیجی کہ کچھ ہو تو اس کی مہمان نوازی کرو' ہر حویلی سے یہی خبر آئی: خدا کی قسم! پانی کے سوا کچھ نہیں ہے' اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ میں اعلان فرمایا کہ اس مہمان کی مہمان نوازی آج کی رات کون کرے گا؟ ایک انصاری مسلمان نے کھڑے ہوکر عرض کیا: میں' یا رسول اللہ! صحابی اس مہمان کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے' گھر پہنچ کر بیوی سے کہا کہ مہمان رسولؐ کی خاطر مدارت کرو' بیوی نے بتایا کہ گھر میں کچھ نہیں ہے' صرف بچوں کے لئے قوت لایموت ہے' انصاری بزرگ نے اپنی بیوی سے کہا کہ بچوں کو بہلا پھسلا کر سلادو' پھر بچوں کا کھانا مہمان کو پیش کردیا جائے گا۔ ہاں ایک بات اور کرنا' مہمان رسول تنہا کس طرح کھائیں گے' مجھے بھی ساتھ دینا ہوگا اور کھانا ایک آدمی سے زیادہ کا نہیں ہے' ایسا کرنا جب ہم کھانے کے لئے آئیں' چراغ گل کردینا' یہی کیا گیا' بچوں کو بہلا پھسلا کر سلادیا گیا' چراغ گل کردیا گیا اور مہمان کے ساتھ اس طرح بیٹھے کہ اس نے سمجھا کہ میزبان بھی کھا رہا ہے' مگر درحقیقت کھانا صرف مہمان نے کھایا' اور پورے گھر نے فاقے کی حالت میں رات گزاری۔

حضرت عیینہ بن حصینؓ ایک مرتبہ دربار فاروقی میں حاضر ہوئے اور حضرت عمرؓ پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کردی اور اس حد تک بڑھ گئے کہ حضرت عمرؓ سے کہنے لگے کہ آپ عدل و انصاف سے کام نہیں لیتے' یہ سن کر فاروق اعظمؓ کو غصہ آ گیا اور چاہا کہ حضرت عیینہ کو تنبیہ کردیں' مگر حضرت حرؓ جو مجلس میں موجود تھے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر یہ آیت پڑھ دی:

"درگزر اختیار کرو' بھلائی کا حکم کرو' اور جاہلوں کی چھیڑ چھاڑ پر دھیان نہ دو۔"

(ریاض الصالحین ص۱۸۳)

راوی کا بیان ہے کہ اس آیت کا سننا تھا کہ حضرت عمرؓ پر سکتہ طاری ہوگیا اور وہ ان کا سارا غصہ جاتا رہا۔ یہ تھے صحابہ کرامؓ کے اخلاق و اعمال' اپنی ذات کے لئے اگر کبھی غصہ بھی آیا تو جوں ہی یاد دلایا گیا' فوراً سکتے کی حالت میں ہکابکا رہ گئے کہ میں نے کیا کہا۔

اسلامی اخلاق و اعمال میں جھوٹ' چوری' بدکاری' دھوکا اور فریب دہی کی کوئی گنجائش نہیں' بڑوں کی عزت' چھوٹوں پر شفقت و محبت' اہل حقوق کے حقوق کی ادائیگی یہ ساری باتیں جزو ایمان ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"وہ ہم میں نہیں ہے جو ہمارے بچوں اور چھوٹوں کے ساتھ مہربانی سے پیش نہ آئے اور بڑوں کی بڑائی کا لحاظ نہ کرے۔" (ریاض الصالحین ص:۱۸۴)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ تین صحابی عبدالرحمٰن بن سہلؓ محیصہ بن مسعودؓ اور حویصہ بن مسعودؓ کسی کام سے آئے' عبدالرحمٰن جو اپنے آنے والے ساتھیوں میں چھوٹے تھے' گفتگو کرنے لگے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں جو عمر میں بڑے ہیں' وہ گفتگو کریں۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن سہلؓ نے خاموشی اختیار کرلی اور محیصہؓ نے بات چیت کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتانا تھا کہ چھوٹے کو چاہئے کہ بڑوں کی عزت کا جذبہ پیدا کرے' بغیر بڑے کے حکم کے چھوٹا پہل نہ کرے۔

آہ! اب ان تعلیمات پر کون عمل کرتا ہے؟ اب تو اختلافی مسائل کو ابھار کر گروپ بندی کرائی جاتی ہے اور پھر اپنی لیڈری' پیشوائی اور پیری کی دکان سجائی جاتی ہے۔ ☆......☆......☆

ڈاکٹر مسرت جمال، پشاور

قرآن وحدیث کی روشنی میں

خواتین کی تربیت

اللہ کا ہمیشہ بنی نوع انسان پر یہ احسان رہا کہ وہ اس کی ہدایت و راہ نمائی کا انتظام کرتا رہا، قرآن عظیم ان انتظامات کی کڑیوں میں سے ایک ایسی مضبوط کڑی ہے جو رہتی دنیا تک لوگوں کو روشنی فراہم کرتا رہے گا۔ قرآن کریم شاہد ہے کہ:

''ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم۔'' (الاسراء:۹)

قرآن کریم سچائیوں پر مبنی علوم کی ایک ایسی درس گاہ ہے جو تمام نسل آدم کو دنیا میں امن وسکون اور ترقی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آخرت کے دائمی نقصانات اور تکالیف سے بچنے اور محفوظ رہنے کے طریقے بھی بتاتی ہے یہ ہدایت ہے، نور مبین، جبل متین ہے جس نے اس کے سوا دوسری کتاب سے طلب کیا وہ حکم الٰہی سے گمراہ ہوا۔ یہ احکام کی تربیت گاہ ہے جو اپنے سیکھنے والوں کی ایسی راہنمائی کرتی ہے کہ انہیں غلامی سے سرداری، دشمنی سے دوستی، تکبر سے عاجزی، جنگ سے امن، نفرت سے محبت، اندھیرے سے روشنی اور سب سے بڑھ کر عدم کو وجود عطا کرتی ہے۔

یہ کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ نظام کائنات کو فاطر کائنات نے اس اصول پر بنایا ہے کہ اس کے تمام اجزاء و عناصر ایک دوسرے کے لئے محتاج اور محتاج الیہ بن گئے۔ ان میں سے ہر ایک کسی پہلو سے ناقص اور کسی پہلو سے مستغنی ہے۔ ہر ایک کسی اعتبار سے مطلوب اور کسی اعتبار سے طالب بھی ہے اور اپنی باہمی سازگاری اور تعاون سے یہ اپنے اپنے خلاء کو بھرتے اور اپنے اپنے نقص کی تلافی کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی کو یہ دعویٰ کرنے کا حق نہیں ہے کہ اس نظام کائنات میں جو مقام اس کا ہے کسی دوسرے کا نہیں ہے یا جو مقصد اس کے ذریعے سے پورا ہو رہا ہے وہ کسی درجے میں اور کسی نوعیت سے اس مقصد سے ارفع ہے جو دوسرے کے ذریعے سے پورا ہو رہا ہے۔ (اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام، ص:۸۷)

ٹھیک اسی اصول پر عورت اور مرد، دونوں مساوی ہیں لیکن دونوں کے عمل اور حدود الگ الگ ہیں۔ معاشرے کا حفظ وبقا اسی میں مضمر ہے کہ دونوں کو یکساں عزت واحترام کا مستحق سمجھا جائے، دونوں کی ذمہ داریوں اور حقوق اپنے اپنے میدان میں مساوی سمجھے جائیں۔ ان میں سے کسی ایک کی برتری کا احساس دوسرے کی کہتری کا سبب بن سکتا ہے جبکہ قرآن کریم نے دونوں کے میادین کی تعین کردی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے اور اس حقیقت میں مرد وعورت، دونوں میں سے کسی کے لئے بھی کوئی ہیٹے پن اور حقارت کا پہلو نہیں۔ ان میں سے ہر ایک بعض کاموں کے لئے موزوں اور بعض کاموں کے لئے ناموزوں ہے۔

عادلانہ طرز تفکر جو کہ مذہبی ثقافت اور قرآنی تدبر سے عبارت ہے، وہ عورت کی اصل اور جوہر وہی انسانی جوہر ثابت کرتا ہے جو مرد میں ہے۔ اس لحاظ سے عورت انسانی معاشرے میں اپنے مختلف پہلوؤں کی بنا پر ایک اہم اکائی کی حیثیت رکھتی ہے، اسلام نے ہمیشہ عورت کی قدر ومنزلت پر بھرپور توجہ دی، اس کی بہترین تربیت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔

خواتین کو درپیش مشکلات کا حل، ان کی پسماندگی کا خاتمہ اور انہیں ان کا حقیقی معاشرتی مقام ومرتبہ دوبارہ واپس لانے کا مسئلہ جتنا اہم ہے اس قدر وہ نہایت ہی گہرا اور نازک بھی ہے، اس ضمن میں معمولی سی لاپرواہی یا اسے سادہ و آسان سمجھنا ایک ناقابل تلافی نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ موجودہ انسانی معاشروں میں ''عورتوں'' کے بڑھتے ہوئے مسائل کی اصل وجہ ان کے بارے میں مذہبی ثقافت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے صحیح اور حقیقی تفکر کا فقدان ہے اور ان مشکلات کا مشترک سبب ایک فکری بحران ہے، عورت کی شخصیت کی پہچان ایک شعور بھی ہے اور تفکر ومعرفت کا ایک ذریعہ بھی۔

قرآن وحدیث کی نظر میں عورت وہ افضل وبرتر وجود ہے جو خود کو بھی اور پورے معاشرے کو بھی سعادت اور نیک نامی کے ساتھ ساتھ عظمت ونیک بختی کی راہ پر گامزن کرسکتی ہے۔ قرآن کریم کی نگاہ میں یہ عورت ہی ہے جو براہ راست اپنی موجودگی سے بیوی کے شایان شان کردار اور بچوں کی صحیح تربیت کے ذریعے انسانیت کے مستقبل کی سمت کے تعین میں سنگ میل ثابت ہوسکتی ہے۔ (مسلمان عورت نمونۂ عمل، ص:۷،۸)

قرآن مجید نے عورت کو ذلت ورسوائی کی پستیوں سے نکال کر عزت واحترام کا وہ بلند مقام بخشا جو اس کی اصل اور فطرت کے عین مطابق ہے، احکام دین کی بجا آوری میں اجر وثواب کے اعتبار سے مرد و

عورت کی کوئی شرط نہ رکھی، کوئی حد یا میدان مقرر نہ کیا، کیونکہ دونوں کے ساتھ کامیابی اور جنت کا وعدہ ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

"ومن یعمل من الصالحات
من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاؤلئک
یدخلون الجنۃ۔" (النساء:۱۲۴)

پھر اسی مفہوم کو مختلف الفاظ کے ساتھ کئی آیات میں بیان کیا جیسے:

"من عمل صالحاً من ذکر
او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ
طیبۃ۔" (النحل:۹۷)

"ومن عمل صالحاً من ذکر
او انثیٰ وھو مومن فاؤلئک
یدخلون الجنۃ یرزقون فیھا بغیر
حساب۔" (المؤمن:۴۰)

"وعد اللہ المومنین والمؤمنت
جنت تجری من تحتھا الانھار
خالدین فیھا ومسکن طیبۃ فی جنت
عدن ورضوان من اللہ اکبر ذلک ھو
الفوز العظیم۔" (التوبہ:۷۲،۷۳)

اس کے علاوہ الرعد، الزخرف، الفتح، الحدید، الاحزاب، محمد، البقرۃ، القصص، آلِ عمران میں اس کے لئے اجر و کامیابی کا وعدہ کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کامیابیوں تک کیسے رسائی حاصل کی جائے؟ ان کے حصول کا طریقہ کار کیا ہو؟ اس گتھی کو بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود ہی سلجھا دیا، ان مقامات تک پہنچنے کے تمام طریقے اور ان طریقوں کو اختیار کرنے کے تمام مراحل خود ہی متعین کردیئے۔ اس کے لئے باقاعدہ تربیتی منہج مقرر کرکے اسے ایک مکمل اور جامع لائحہ عمل دے دیا اور اس لائحہ عمل کی تطبیق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی صورت میں عطا کردی۔

قرآن کریم عورت کی تربیت کس کس انداز سے کرتا ہے اور کہاں کہاں اس کے لئے راہیں متعین کرتا ہے اس کی وضاحت ملاحظہ ہو۔

تربیت:

لغت میں تربیت ربّٰی یربّی تربیۃ وربیت فلاناً تربیۃ مصدر ہے باب تفعیل سے، جس کے معنی بچے کی پرورش کرنا، پالنا، مہذب بنانا ہیں (لسان العرب)، اور اصطلاح میں اس سے مراد انسان کے اندر کچھ خاص افکار وخیالات کا بیج بودیا جائے اور اس کے جذبات ومیلانات کو ایک خاص رخ عطا کیا جائے۔ اس طور پر کہ کچھ مخصوص رجحانات کی آبیاری ہوسکے اور اس کے اخلاق وکردار ایک مخصوص سانچے میں ڈھل جائیں (فطری تربیت کے اہم تقاضے، ص:۲۹۷) دورِ جاہلیت میں بدوی عورت کو خاص طور پر منتخب کیا جاتا تاکہ بچے کی پرورش اس کی گود میں ہو۔ (التربیۃ الاسلامیہ وفلاسفتھا، ص:۷)

تربیت دراصل دعوت کی تیاری ہے کیونکہ قرآن کریم اس دعوت کا داعی اور اس تربیت کا مربی ہے، لہٰذا وہ اپنی تربیت کا سب سے عظیم نمونہ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں عطا کرتا ہے، جن کو نہ صرف قرآن کریم "اسوۂ حسنہ" گردانتا ہے بلکہ تمام عالم اس حقیقت کا معترف ہے کہ قرآن کریم کی تربیت سے پرورش پانے والی یہ ہستی قیامت تک کے لئے تمام لوگوں کے لئے ایک بہترین اخلاقی نمونہ ہے۔

تربیت میں قرآن کریم کا طرزِ عمل انتہائی حد تک فطری اور نفسیات کے عین مطابق ہے، قرآن کریم نے ہر دو اصناف آدم مرد وعورت کی اپنے اپنے دائرہ عمل میں بہترین تربیت کی، اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ عورت کی تربیت کس نہج پر کرتا ہے، کیونکہ وہ انداز گفتگو سے لے کر ہر طرح کے معاملات میں قدم قدم پر اس کی اصلاح کرتا ہے، اس کی راہنمائی کرتا ہے، اس کی سوچ وفکر کی تثقیف کرتا ہے، اس کے کردار و افعال کی حفاظت کرتا ہے، اسے شرور وآفات سے تحفظ فراہم کرتا ہے، تربیت کا سب پہلا مرحلہ:

عقائد کی ثقافت:

قرآن کریم کی سب سے پہلی کوششیں عقائد کی صفائی ہے، اس لئے وہ عورت سے بھی سب سے پہلا عہد یہی لیتا ہے کہ:

"لا یشرکن باللہ شیئاً۔"
(الممتحنۃ)

جب عقیدۂ توحید راسخ ہوجائے تو باقی معاملات خودبخود درست ہونا شروع ہوجاتے ہیں، اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی قبولِ اسلام کے ضمن میں پہلا عہد عقیدۂ توحید پر لیتے تھے (سیر الصحابیات)، کیونکہ یہی وہ بنیاد ہے جو معاشرے کو درست سمت عطا کرتی ہے، اس کے بعد معاملات کی طرف بڑھایا جاتا ہے کہ:

اجتناب عن السرقہ:

"ولا یسرقن" (الممتحنۃ) کے کلمات سے ہر قسم کی جانی ومالی چوری سے اجتناب کا عہد لیا جاتا ہے تاکہ معاشرہ اخلاقی برائیوں سے نجات پاسکے۔

اجتناب عن الزنا:

زنا سے مکمل طور پر بچنا ہے، کیونکہ یہ ایک ایسا اجتماعی جرم ہے جو نسلوں کو برباد کرتا ہے، اس لئے "ولا یزنین" (الجامع الاحکام القرآن) کا حکم لگا کر اسے ہر قسم کے زنا سے روک دیا گیا ہے، تاکہ اسے قلبی وفکری طہارت کے ساتھ ساتھ جسمانی پاکیزگی بھی حاصل ہوسکے۔

منع عن قتل النفس:

اولاد کے قتل سے روکنے کے لئے چاہے وہ "خشیۃ املاق" ہو (الاسراء:۳۱) یا "خشیۃ العمران" (ضبط ولادت عقلی وشرعی حیثیت، ص:۸۳) ہو، سختی سے روک دیا گیا ہے، کیونکہ کسی جان کو بغیر کسی

جرم کے قتل کرنا حرام ہے، فرمادیا گیا: ''ولا یقتلن اولادھن'' (الممتحنۃ:۱۲)

گویا قرآن وہ اخلاق تربیت گاہ ہے، جس نے ہر قسم کے قتل اولاد پر آج سے ۱۵ سو سال پہلے پابندی لگادی تھی تاکہ وہ بعد کے جدید ادوار میں بھی ناجائز طریقوں کو بروئے کار لاکر نسل انسانی کا خاتمہ نہ کرپائے۔

بہتان تراشی:

بہتان تراشی چونکہ ایک گھناؤنا جرم ہے، اس لئے اسلام نے اسے کبائر میں شامل کرکے شدید نفرت دلائی ہے اور کھلے الفاظ میں کہہ دیا کہ:

''ولا یأتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن'' (معارف القرآن،۴۱۸/۸)

ان عقائد ومعاملات پر ان سے عہد لینے کے بعد قرآن کریم تربیت کے مزید مدارج طے کرواتا ہے، اسے ایک سنجیدہ انداز زندگی عطا کرتا ہے تاکہ وہ لوگوں کے ساتھ تعلقات کے قیام میں محتاط رہے، کیونکہ اسے معاشرے میں اپنی بقا کے لئے لوگوں سے کسی نہ کسی مقام پر ضرور آمنا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس صورت حال کا مقابلہ اسے کیسے کرنا ہوگا، اسے قرآن کریم بہت ہی خوبصورت انداز میں پیش کرتا ہے:

بناؤ سنگھار کی ممانعت:

قرآن کریم عورت کو ضرورت کے پیش نظر گھر سے باہر نکلنے کی اجازت تو دیتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ ہر ممکن خطرات سے بچاؤ کی تدابیر بھی کرتا ہے، وہ اس بات کی سختی سے مذمت کرتا ہے کہ عورت گھر سے باہر بن سنور کر نکلے اور نہ صرف خود کو بلکہ پورے اسلامی معاشرے کو خطرات سے دوچار کرے، لہٰذا تربیتی انداز سے راہنمائی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: ''ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ'' (الاحزاب:۳۳) جیسے کہ ظہور اسلام سے قبل عورتوں میں بن سنور کر بازاروں میں گھومنے کی عادت تھی، لہٰذا اسلام نے اس عادت قبیحہ کے خلاف واشگاف الفاظ میں علم جہاد بلند کرکے عورت کو عزت واحترام کا لباس بنایا۔

افسوس صد افسوس کہ آج اسلامی معاشرے کی اخلاقی حالت پھر اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ تربیت کے اس حکم کو ذکرِ زبان زدِ خاص وعام کیا جائے تاکہ خواتین میں تبرج کی عادت ختم کی جاسکے۔

نگاہ کی پاکیزگی:

قرآن کریم نے عورت کی تربیت کے مراحل میں ایک ایک نکتہ پر گہری نظر رکھی ہے لہٰذا اس چھوٹے سے چھوٹے سوراخ کو بھی بند کردیا جو معاشرتی فساد کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتا ہے، چونکہ عورت ضرورتاً گھر کی چار دیواری سے بازار کے ماحول میں قدم رکھتی ہے اور وہاں جگہ جگہ شیطان گھات لگا کر بیٹھتا ہے لہٰذا بہت ہی مفکرانہ انداز میں عورت کو حکم دیتا ہے کہ ''یغضضن من ابصارھن'' جیسے کہ مرد کو جائز نہیں کہ وہ عورت کو دیکھے، اسی طرح عورت کو جائز نہیں کہ وہ مرد کو دیکھے۔ (النور:۳۱)

غض بصر کی تعمیل کے ساتھ ہی ذہنی وقلبی خطرات کا سدباب ہوجاتا ہے، اس وقت معاشرے میں خواتین کو جو مسائل درپیش ہیں، ان میں ایک بڑا مسئلہ اسی نگاہ کی پاکیزگی کے اہتمام کا فقدان ہے، جس کے نتیجے میں وہ سماجی مسائل دن بدن جنم لے رہے ہیں، جن کو قابو کرنا مشکل ہورہا ہے اور اس کی اصل وجہ قرآن کے اس مقام سے روگردانی ہے، کچھ شک نہیں اگر خواتین نگاہ کی پاکیزگی کا اہتمام کرلیں تو معاشرے کے آدھے مسائل خود بخود حل ہوجائیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود اللہ تعالیٰ ''قٰصرات الطرف'' کو پسند فرماتا ہے، حوران جنت کی تعریف بھی انہی الفاظ سے کی گئی ہے۔

عفت وحیاء:

قرآن کریم عورت کی تربیت شرم وحیاء کے ان خطوط پر کرتا ہے جو عورت کو ایک من پسند قابل احترام ہستی بنادیتے ہیں، ہر اٹھنے والی بے راہ رو نگاہ ان کے احترام میں جھک جاتی ہے وہ ''ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن'' کے الفاظ کے ساتھ عورت کو ایک ایسی پاک دامن اور باحیاء تصویر فراہم کردیتا ہے جو نہ صرف اسلامی معاشرے کے لئے بلکہ دوسری تہذیبوں کے لئے بھی ایک قابل ستائش پیکر ہے۔

معاشرے کی گرتی ہوئی اخلاقی حالت اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ عورت نے اپنے مربی کے پیغام کو بھلا کر خود کو ایک ایسا سجاوٹی سامان (شو پیس) بنالیا ہے جو نگاہ کو تو خیرہ کرسکتا ہے لیکن گھر کی زینت نہیں بنایا جاسکتا، کیونکہ عفت وحیاء ایک ایسا زیور ہے جو نہ صرف عورت کو حسن عطا کرتا ہے بلکہ اس کے وقار میں اضافہ بھی کرتا ہے۔

باوقار چال:

عورت پر قرآن کریم کی کرم نوازیاں دیکھنے کے قابل ہیں، انتہائی محبت سے اس کے قدم رکھنے کے انداز کو بھی وضع کرتا ہے کہ ایسا نہ ہو یہ نازک آبگینے ٹوٹ جائیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ جس وجود کو شیطانی نگاہوں سے محفوظ رکھنے کے لئے جو احتیاطی اقدام اٹھائے جارہے ہیں، وہ ظاہر نہ ہوجائے لہٰذا اپنے تربیتی منہج میں سے ایک اور عمل نجات مرحمت فرماتے ہوئے کہتا ہے:

''ولا یضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھن''

چلتے ہوئے قدم دھیرے دھیرے رکھو، زور سے یا اچھل اچھل کر بازاروں سے نہ گزرو۔

ایک تو دیکھنے میں نگاہ کو برا لگتا ہے اور دوسرے وہ اسرار آشکارا ہونے کا احتمال ہوتا ہے جن کی پوشیدگیوں کی خاص کوشش کی گئی، عورت کی نازکی کا جو اہتمام اس آیت میں ہے، انسانی عقل اس کا ادراک

نہیں کرسکتی، قرآن چاہتا ہے کہ عورت کے قدموں کی چاپ بھی کسی کان میں جانے نہ پائے گویا عفت وحیاء کے قیام کے اہتمام میں انتہا کردی۔

انداز گفتگو

قرآن کریم کی شان دیکھئے کہ وہ کس انداز سے کائنات کے اس حسین وجود کی تربیت کرتا ہے، ایک معصوم بچے کی طرح پیار ومحبت سے اسے بات کرنے کا طریقہ سکھاتے ہوئے سمجھاتا ہے کہ جب بوقت ضرورت صنف مخالف سے بات کرنی پڑے تو:

”فلا تخضعن بالقول“ (الاحزاب:۳۲)

گفتگو میں لوچ اور نزاکت پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ سیدھے سادھے الفاظ میں اصل بات کہہ کر گفتگو ختم کی جائے تاکہ جنس مخالف کو کسی قسم کا شیطانی خیال دل میں نہ گزرے اور وہ کوئی امید لگا کر نہ بیٹھ جائے۔

آج خواتین جس ناز وادا سے مردوں سے محو گفتگو رہتی ہے وہ اخلاق گراوٹ کے اسباب میں سے ایک ایسا عظیم سبب ہے جو معاشرے کو پستیوں کی اس دلدل میں دھکیل دیتا ہے جہاں سے نکلنا ناممکن ہوتا ہے۔

پردہ:

قرآن کریم وہ مربی ہے جو اپنی تربیت گاہ میں تیار ہونے والوں کی ایک ایک نقل وحرکت کو نظر میں رکھتا ہے، خالق کون ومکان نے اپنی اس آخری سماوی کتاب کو بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے ایک ایسا مرقع نور بنادیا ہے کہ جس کی ضیا پاشیوں سے لوگ قیامت تک راہنمائی پاتے رہیں گے، اس عظیم مرتبت کتاب نے پردہ اور حدود پردہ متعین کرکے عورت کو گھر کے اندر اور گھر سے باہر دونوں جگہ بھرپور تحفظ فراہم کرتے ہوئے فرمایا: ”یدنین جلابیبھن“ (الاحزاب:۵۹) اور پھر ان محرموں کی پوری فہرست فراہم کردی جس کا داخلہ گھر کے اندر ہونے کی صورت میں ہر ممکنہ خطرات سے بچنے کے لئے ان سے پردے کا حکم دے دیا گیا تاکہ وہ ہر طرح کے شیطانی خطرات سے محفوظ رہ کر پوری تندہی سے اپنی خدمات سرانجام دے سکے، صرف ان مذکورہ اشخاص کے سامنے وہ اپنی آرائش کا اظہار کرسکتی ہے:

”بعولتھن او ابائھن او اباء
بعولتھن او ابنائھن او ابناء
بعولتھن...الخ“ (النور:۳۱)

آج ہم خواتین قرآن کریم کے ان احکام سے جس طرح غافل ہیں، اس کی مثال امت مسلمہ کی تاریخ میں نہیں ملتی اور ہم آج جن اخلاقی فسادات کی زد میں ہیں، اس کا سدباب قرآن کریم کے اس پیغام پر عمل کے سوا دوسرے کسی راستے کو اختیار کرنے میں نہیں، اگر اب بھی اس پیغام کو نہ سمجھا گیا تو گزشتہ امتوں کی طرح ایک قصہ پارینہ بن کر رہ جائیں گے کوئی ہم پر آنسو بہانے والا بھی نہیں ہوگا۔

تمسخر کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد آدم کو اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز کرکے اسے سب سے اکرم بنادیا اور اس بات کی سختی سے مذمت کی کہ کوئی کسی کو حقیر نہ جانے اور نہ کوئی کسی کا مذاق اڑائے، کیونکہ یہ عمل اللہ کے ہاں انتہائی حد تک ناپسندیدہ ہے، فرمایا:

”یاایھا الذین آمنوا لا یسخر
قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً
منھم ولا نساء من نساء عسیٰ ان
یکن خیراً منھن۔“ (الحجرات:۱۱)

روحانی واخلاقی تربیت کے بعد قرآن کریم عورت کو عائلی ذمہ داریاں تفویض کرتا ہے تاکہ قرآن کریم کی درس گاہ سے تربیت حاصل کرنے کے بعد وہ معاشرے کا ایک فعال رکن بن سکے۔

حدیث نبوی ہے:

”الدنیا متاع و خیر متاع
الدنیا المراۃ الصالحۃ“ (صحیح مسلم)

جس دین میں عورت دنیا کی بہترین نعمت ہو اس میں بھلا یہ کیونکر برداشت کیا جاسکتا ہے کہ اسے ایک بیکار پرزہ سمجھ کر نظر انداز کیا جائے، بلکہ یہ سوال اٹھتا ہے کہ ”نیک عورت بہترین پونجی کیوں ہے“ اگر غور کیا جائے تو یہ مسلمہ حقیقت خود بخود منکشف ہوجاتی ہے کہ گھر کا تمام نظام اس کے دم سے منظم ہے، شوہر کی تسکین اور بچوں کی تربیت جیسے اہم امور اسی کی کاوشوں سے انجام پاتے ہیں، قرآن کریم سے تربیت پانے والی خواتین کی ذمہ داریاں اور ان کا مقام بھی قرآن کریم ہی متعین کرتا ہے۔

ماں:

ماں کو قرآن کریم نے انتہائی اہم ذمہ داری سونپی ہے ایک تو وہ جسمانی طور پر اولاد کا بوجھ اٹھائے پھرتی ہے اور درد پر درد اٹھائے اسے جنم دیتی ہے، پھر اس کی رضاعت کرتی ہے اور سب سے اہم فریضہ جو نسلوں کی آبیاری کرتا ہے وہ تربیت کا ہے اور اسلام نے ماں کی گود کو پہلا مدرسہ قرار دے کر تربیت کے فریضہ کو اور حساس بنادیا ہے، تربیت کی ذمہ داری ماں کو سونپی بھی اس لئے گئی ہے کہ اس کے اندر وہ حوصلہ، صبر، برداشت پیدا کردی گئی ہے جو اولاد کی تربیت کے لئے ضروری ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسے کفالت کی ذمہ داریوں سے بری الذمہ قرار دیا تاکہ مکمل طور پر یکسو ہوکر اولاد کی تربیت کرسکے اور اولاد کو اس کی اطاعت کا حکم دیا گیا: ”ان اللہ حرم علیکم عقوق الامھات“ (صحیح بخاری) پھر فرمایا: ”و وصینا الانسان بوالدیہ احسانا“ (عنکبوت:۸) اور ان کی جانب سے ہر قسم کے رویے پر صبر کرنا اور ان کے ساتھ سختی کرنے سے روکا گیا حتی کہ فرمایا: ”فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما وقل لھما قولاً کریماً“ (الاسراء:۲۳) اور اسے اولاد کے لئے اس مقام پر فائز کردیا، جس پر عظمتوں کی انتہا ہوجاتی ہے یعنی ”الجنۃ تحت اقدام الامھات“ (کنزالعمال)

بیوی:

بیوی کو اسلام نے شوہر کی امین بنادیا ہے کہ وہ میاں کی موجودگی اور عدم موجودگی ہر دو صورتوں میں اس کے مال اور عزت کی حفاظت کرے گی، کیونکہ ''ھن لباس لکم وانتم لباس لھن'' (البقرہ:۱۸۷) کے مطابق دونوں ایک دوسرے کا لباس ہیں اور دونوں کے لئے اس لباس کو ہر غلاظت و گندگی سے پاک رکھنا ہے اور عورت کے لئے مرد کو بہترین معاشرت کا حکم دیا ہے کہ ''وعاشروھن بالمعروف'' (النساء:۱۹) ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین شوہر اور امہات کو بہترین ازواج کی ایک جیتی جاگتی تصویر پاتے ہیں، آپ کا فرمان ہے:

''خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی'' (سنن ترمذی)

گھریلو ناچاکی یا غلط فہمیوں کی صورت میں اختلاف پیدا ہونے کا احتمال رہتا ہے، لہٰذا اس صورت میں عورت کو قدم قدم پر سوچنے، اپنی اصلاح کرنے اور برائی سے بچنے کا موقع فراہم کیا اور انتہائی تدریجی انداز میں جیسے کہ قرآن کریم کا طریقہ کار ہے اسے میاں کے ساتھ رہنے کی تلقین کی ہے الا کہ حالات ناگزیر ہو جائیں۔

نشوز کی صورت میں اس کے لئے انتہائی نرم انداز اختیار کیا ہے: ''والّٰتی تخافون نشوزھن فعظوھن...'' (النساء:۳۴)

یعنی جہاں تک ممکن ہو سمجھوتہ کرے کیونکہ جدائی کی صورت میں بہت سے گھرانے مصائب سے گزریں گے، لیکن اگر صلح کی کوئی صورت نہ بن پائے بلکہ مزید بگاڑ کا خدشہ ہو تو پھر تفریق کو ترجیح دی کہ ''وان یتفرقا یغن اللہ کلا من سعتہ وکان اللہ واسعاً حکیما'' (النساء:۱۳۰)

باوجود یہ کہ شارح قرآن نے واضح الفاظ میں طلاق کو حلال چیزوں میں مبغوض ترین چیز قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''ابغض الحلال الی اللہ الطلاق'' (ابوداؤد)

اور یہ صرف اس صورت میں ہے کہ ہر دو فریق صلح کے تمام طریقے آزما چکے ہوں اور سمجھوتے کی کوئی صورت ممکن دکھائی نہ دیتی ہو تو اس میں اللہ کی وسعتوں پر تکیہ کر کے فیصلہ کیا جائے گا، جیسے کہ ہم تاریخ میں ایسے بین واقعات پاتے ہیں، جہاں دونوں فریق کی طلاق کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں بہترین ساتھی عطا فرمائے۔ (حضرت زیدؓ اور حضرت زینبؓ کا واقعہ سورۃ احزاب:۳۷، میں ذکر کیا گیا ہے)

اس کے علاوہ عورت کے لئے موقع محل کی مناسبت سے تربیتی منہج کے مطابق وقتاً فوقتاً احکام نازل ہوتے رہے تاکہ معاشرے میں نسلوں کی آبیاری ایسے ہاتھوں سے ہو سکے جو امت کو وہ تربیت گاہ فراہم کر سکیں جو خالصتاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے میں پروان چڑھی، ان میں چند ایک ماؤں کی مثالیں پیش خدمت ہیں:

امہات المومنین:

قرآن کریم کا پہلا بہترین مدرسہ جس کی تربیت شارح قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے کی وہ زوجات النبیؐ ہیں، انہوں نے امت کی جس طرح تربیت کی تاریخ عالم ان کی مثال لانے سے قاصر ہے، انہوں نے خود بھوکے رہ کر دوسرے کو کھلایا، اپنے ہاتھوں کی کمائی سے صدقات دیئے (سیر الصحابیات) اور جب دنیا کی طرف معمولی سا میلان ظاہر کیا تو فوراً حکم ہوا:

''ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحاً جمیلاً'' (الاحزاب:۲۸)

اس آیت کے نزول کے ساتھ ہی زوجات النبیؐ نے فوراً اپنی معمولی خواہشات سے بھی برأت ظاہر کردی تاکہ وہ امت کے لئے شرمندگی کا سبب نہ بنیں، جن بیبیوں نے ایسی تربیت پائی ہو، بھلا وہ امت کی بہترین مائیں ثابت نہ ہوں گی تو کون ہوگا؟

صحابیات وتابعیات:

قرآن کریم کی تربیت کا نظارہ صحابیات کے ہاں عجیب منظر پیش کرتا ہے، ماں کی آنکھوں کے سامنے اس کے جگر گوشے جام شہادت نوش کرتے ہیں، لیکن اس ماں کی ہمت وحوصلہ دیکھنے کے قابل ہے جب وہ ان کی نعشوں کو سولی پر لٹکے پاتی ہے تو کہتی ہے: ''یہ شہسوار ابھی تک سواری سے نہیں اترا۔'' (حضرت اسماءؓ کے بیٹے کو شہید کیا گیا)

ان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو قرآن کریم نے صراط مستقیم کی جانب جو راہنمائی دی اور پھر نسلوں کی تربیت کا منصب جس طرح ان کے ہاتھ میں دیا کہ انہیں نمونہ بنادیا، اسے قلم رقم کرنے سے قاصر ہیں، کیونکہ ان کا مربی قرآن کریم ہے، اس لئے قرآن کریم نے اپنے شارح کے سائے میں وہ منارۂ نور تیار کئے ہیں کہ خود قرآن کریم ان کے درجات متعین کرتا ہے:

''فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثیٰ بعضکم من بعض فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقتلوا لاکفرن عنھم سیاتھم ولا دخلنھم جنت تجری من تحتھا الانھار ثوابا من عنداللہ واللہ عندہ حسن الثواب۔'' (آل عمران:۱۹۵)

گویا کہ قرآن کریم واحادیث نبویہ کردار سازی کی ایک ایسی تربیت گاہ ہے جو امتوں کی تعمیر میں انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہے اور اپنے تربیت یافتہ کو نہ صرف معاشرے میں فخر سے جینا سکھاتی ہے بلکہ زندگی کے ہر مرحلے میں اسے کافی وشادانی بھی ہوتی ہے۔ ☆☆

مرسلہ: ابوعفیرہ خان

دجال کے فتنے اور قیامت کی نشانیاں

ابن ماجہ میں ہے کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خطبہ کا کم وبیش حصہ دجال کا واقعہ بیان کرنے، اس سے ڈرانے میں ہی صرف کیا، جس میں یہ بھی فرمایا کہ دنیا کی ابتدا سے لے کر انتہا تک کوئی فتنہ اس سے بڑا نہیں، تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو اس سے آگاہ کرتے رہے ہیں، میں سب سے آخری نبی ہوں اور تم سب سے آخری امت ہو وہ یقیناً تمہیں میں آئے گا، اگر میری موجودگی میں آ گیا تب تو میں اس سے نمٹ لوں گا اور اگر بعد میں آیا تو ہر شخص کو اپنا آپ اس سے بچانا پڑے گا، میں اللہ تعالیٰ کو ہر مسلمان کا خلیفہ بناتا ہوں۔

وہ شام و عراق کے درمیان نکلے گا دائیں بائیں خوب گھومے گا، لوگو! اے اللہ تعالیٰ کے بندو! دیکھو! دیکھو! تم ثابت قدم رہنا، سنو! میں تمہیں اس کی ایسی صفت سناتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں سنائی: وہ ابتداً دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، پس تم یاد رکھنا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، پھر وہ اس سے بھی بڑھ جائے گا اور کہے گا میں خدا ہوں، پس تم یاد رکھنا کہ خدا کو ان آنکھوں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا، ہاں مرنے کے بعد دیدار باری تعالیٰ ہو سکتا ہے، اور سنو! وہ کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا، جسے پڑھا لکھا اور ان پڑھ غرض ہر ایمان دار پڑھ لے گا۔

اس کے ساتھ آگ ہوگی اور باغ ہوگا، اس کی آگ دراصل جنت ہے اور اس کا باغ دراصل جہنم ہے، سنو! تم میں سے جسے وہ آگ میں ڈالے وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد رسی چاہے اور سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے، اس کی وہ آگ اس پر ٹھنڈک اور سلامتی بن جائے گی، جیسے کہ خلیل اللہ علیہ السلام پر نمرود کی آگ ہو گئی تھی۔

اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ ایک اعرابی سے کہے گا اگر میں تیرے مرے ہوئے ماں باپ کو زندہ کر دوں پھر تو تو مجھے رب مان لے گا؟ وہ اقرار کرے گا، اتنے میں دو شیطان اس کی ماں اور باپ کی شکل میں ظاہر ہوں گے اور اسے کہیں گے بیٹے! یہی تیرا رب ہے تو اسے مان لے۔

اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ ایک شخص پر مسلط کر دیا جائے گا، اسے آرے سے چروا کر دو ٹکڑے کروا دے گا، پھر لوگوں سے کہے گا کہ میرے اس بندے کو دیکھنا اب میں اسے زندہ کر دوں گا، لیکن وہ پھر بھی یہی کہے گا اس کا رب میرے سوا اور ہے؟ چنانچہ یہ اسے اٹھائے بٹھائے گا اور یہ خبیث اس سے پوچھے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دے گا: میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اور تو خدا کا دشمن دجال ہے، خدا کی قسم! اب تو مجھے پہلے سے بھی بہت زیادہ یقین ہو گیا، دوسری سند سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مومن میری تمام امت سے زیادہ بلند درجہ کا امتی ہوگا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سن کر ہمارا خیال تھا کہ یہ شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہی ہوں گے۔ آپؓ کی شہادت تک ہمارا یہی خیال رہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ آسمان کو پانی برسانے کا حکم دے گا اور آسمان سے بارش ہوگی وہ زمین کو پیداوار اگانے کا حکم دے گا اور زمین سے پیداوار ہوگی۔

اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ ایک قبیلے کے پاس جائے گا اور وہ اسے نہ مانیں گے اسی وقت ان کی تمام چیزیں برباد اور ہلاک ہو جائیں گے.... دوسرے قبیلے کے پاس جائے گا جو اسے خدا مان لے گا، اسی وقت اس کے حکم سے ان پر آسمان سے بارش برسے گی اور زمین پھل اور کھیتی اگائے گی ان کے جانور پہلے سے زیادہ موٹے تازے اور دودھ والے ہو جائیں گے۔

سوائے مکہ اور مدینہ کے تمام زمین (ممالک) کا دورہ کرے گا، جب مدینہ کا رخ کرے گا تو یہاں ہر ہر راہ پر فرشتوں کو کھلی تلواریں لئے ہوئے پائے گا تو

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

سچہ کی انتہائی حد پر ظریب احمر کے پاس ٹھہر جائے گا، پھر مدینہ میں تین بھونچال آئیں گے اس وجہ سے جتنے منافق مرد اور جس قدر منافقہ عورتیں ہوں گی وہ سب مدینہ سے نکل کر اس کے لشکر میں مل جائیں گے اور مدینہ ان گندے لوگوں کو اس طرح اپنے سے دور پھینک دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو الگ کر دیتی ہے، اس دن کا نام یوم الخلاص ہوگا۔

ام شریک رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اس دن عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا: اولاً تو ہوں گے ہی بہت کم اور اکثریت ان کی بیت المقدس میں ہوگی، ان کا امام ایک صالح شخص ہوگا جو آگے بڑھ کر صبح کی نماز پڑھا رہا ہوگا جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔ یہ امام پچھلے پیروں پیچھے ہٹے گا، تاکہ آپ علیہ السلام آگے بڑھ کر امامت کرائیں، لیکن آپ علیہ السلام اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ اقامت تمہارے لئے کہی گئی ہے، پس ان کا امام ہی نماز پڑھائے گا۔

نماز سے فارغ ہو کر آپ فرمائیں گے دروازہ کھول دو، پس دروازہ کھول دیا جائے گا ادھر دجال ستر ہزار یہودیوں کا لشکر لئے ہوئے موجود ہوگا جن کے سر پر تاج اور جن کی تلواروں پر سونا ہوگا، دجال آپ کو دیکھ کر اس طرح گھلنے لگے گا جس طرح نمک پانی میں گھلتا ہے اور ایک دم پیٹھ پھیر کر بھاگنا شروع کر دے گا، لیکن آپ فرمائیں گے: خدا نے مقرر کر دیا ہے کہ تو میرے ہاتھ سے ایک ضرب کھائے گا، تو اسے ٹال نہیں سکتا، چنانچہ آپ اسے باب لد کے پاس پکڑ لیں گے اور وہیں اسے قتل کر دیں گے۔ اب یہودی بدحواسی سے منتشر ہو کر بھاگیں گے لیکن انہیں کہیں سر چھپانے کو جگہ نہ ملے گی ہر پتھر، ہر درخت، ہر دیوار اور ہر جانور بولتا ہوگا کہ اے مسلمان! یہاں یہودی ہے، آ کر اسے مار ڈال، ہاں ببول کا درخت یہودیوں کا درخت ہے یہ نہیں بولے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: پھر عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میری امت میں حاکم ہوں گے، عادل ہوں گے، امام ہوں گے، باانصاف ہوں گے، صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیئے کو ہٹا دیں گے، حسد اور بغض بالکل جاتا رہے گا، ہر زہریلے جانور کا زہر ہٹا دیا جائے گا، بچے اپنی انگلی سانپ کے منہ میں ڈالیں گے لیکن وہ انہیں کوئی ضرر نہ پہنچائے گا، شیروں سے لڑکے کھیلیں گے، نقصان کچھ نہ ہوگا، بھیڑیے بکریوں کے گلے (ریوڑ) میں اس طرح پھریں گے جیسے رکھوالا کتا ہو، تمام زمین اسلام اور اصلاح سے اس طرح بھر جائے گی جیسے کوئی برتن پانی سے لبالب بھرا ہوا ہو، سب کا کلمہ ایک ہو جائے گا، اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ ہوگی، لڑائی اور جنگ بالکل موقوف ہو جائے گی، زمین مثل سفید چاندی کے منور ہو جائے گی، ایک جماعت کو ایک انگور کا خوشہ پیٹ بھرنے کے لئے کافی ہوگا، ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک جماعت کھائے اور سیر ہو جائے، بیل اتنی اتنی قیمت پر ملے گا اور گھوڑا چند درہموں پر ملے گا، لوگوں نے پوچھا: اس کی قیمت گر جانے کی کیا وجہ ہوگی؟ فرمایا: اس لئے کہ لڑائیوں میں اس کی سواری بالکل نہ لی جائے گی، دریافت کیا گیا کہ بیل کی قیمت بڑھ جانے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ تمام زمین میں کھیتیاں ہونی شروع ہو جائیں گی۔

دجال کے ظہور سے تین سال پیشتر سخت قحط سالی ہوگی، پہلے سال بارش کا تیسرا حصہ بحکم خدا روک لیا جائے گا اور زمین کی پیداوار کا بھی تیسرا حصہ کم ہو جائے گا، پھر دوسرے سال خدا آسمان کو حکم دے گا کہ بارش کی دو تہائیاں روک لے اور یہی حکم زمین کو ہوگا کہ اپنی پیداوار دو تہائی کم کر دے، تیسرے سال آسمان سے بارش کا ایک قطرہ نہ برسے گا، نہ زمین سے کوئی روئیدگی پیدا ہوگی، تمام جانور اس قحط سے ہلاک ہو جائیں گے مگر جسے خدا چاہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ پھر اس وقت لوگ زندہ کیسے رہ جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی غذا کے قائم مقام اس وقت ان کا لا الہ الا اللہ کہنا اور اللہ اکبر کہنا اور سبحان اللہ کہنا اور الحمدللہ کہنا ہوگا۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے استاد نے اپنے استاد سے سنا وہ فرماتے تھے: یہ حدیث اس قابل ہے کہ بچوں کے استاد اسے بچوں کو بھی سکھا دیں بلکہ لکھوائیں تاکہ انہیں بھی یاد رہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج:۲ ص:۹۷۰ تا ۹۷۲)

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ
علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش
علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی، مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں
ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں
سنارا جیولرز
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر2- سیل: 0321-2984249-0323-2371839

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

الحاج بلند اختر نظامیؒ کی رحلت

الحاج بلند اختر نظامیؒ تقریباً نصف صدی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے ناظم اعلیٰ اور امیر رہے، نوجوانی میں حضرت مولانا جاوید محمود حسن ترمذیؒ کی ترغیب پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستگی اختیار فرمائی اور یہ تعلق تادم زیست قائم رہا، بندہ ۱۹۹۰ء اکتوبر سے لے کر ۲۰۰۰ء تک لاہور میں مجلس کی طرف سے مبلغ رہا اور مرحوم مجلس کے امیر تھے، مرحوم معاملہ فہم زیرک اور سلجھے ہوئے انسان تھے۔ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ہائے ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اللہ پاک نے انہیں اکابرین مجلس سے قرب کی سعادت سے نوازا تھا۔ حضرت اقدس خواجہ خواجگان مولانا خان محمد دامت برکاتہم العالیہ نے کئی مرتبہ ان کے گھر قدم رنجہ فرمایا۔ مجلس کی مجلس عاملہ کے اجلاسوں کی میزبانی انہیں نصیب ہوئی۔ اللہ پاک نے دل ودماغ کی طرح وسیع دستر خوان بھی عطا فرمایا تھا۔

ارشاد نبوی: ”فلیأکل طعامک تقی“ کے مطابق علماء، صلحاء، مشائخ کی خدمت کر کے قلبی فرحت و انبساط محسوس ہوتا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مقامی اجلاسوں میں نہ صرف شرکت فرماتے بلکہ نپی تلی رائے کا اظہار بھی فرماتے اور اجلاسوں کے مصارف میں مقامی طور پر تعاون فرماتے۔

جون ۱۹۹۰ء میں جامع مسجد عائشہ کا قبضہ قادیانیوں سے واگزار کرایا گیا، اس میں بھی پیش پیش رہے، مسجد کے ساتھ لاہوری گروپ کی طرف سے مولوی گل رہائش پذیر تھے، گل سے اہل محلہ کی چھیڑ خوانی رہتی، ایک روز گل کا بیٹا منصور دفتر میں آیا اور اہل محلہ کی شکایت کی کہ وہ انہیں تنگ کرتے رہتے ہیں، انہیں سمجھائیں۔ بندہ نے کہا کہ اس کا ایک ہی حل ہے کہ آپ لوگ اپنی رہائش گاہ کے ملبہ کی قیمت لے کر رہائش گاہ مجلس کے حوالے کردیں تو منصور نے کہا کہ میں والدین سے مشورہ کر کے بتلاؤں گا۔ چنانچہ ایک روز اس نے آمادگی کا اظہار کیا تو بندہ نے اسے حاجی صاحب کی دکان کا وقت دے دیا، چنانچہ منصور احمد بمع والد کے حاجی صاحب کے پاس حاضر ہوا تو حاجی نے ”کورڈ ایریا“ معلوم کر کے ملبے کی قیمت دو لاکھ روپے بتلائی، اس نے ایک ماہ کی مہلت مانگی اور کہا کہ مکان تو تلاش کرلیا ہے، لیکن آنے والے مہینہ کی ابتدا میں منتقل ہوجائیں گے۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ کیا کرایہ طے ہوا تو اس نے بتلایا ڈھائی ہزار روپے تو حاجی نے پچیس سو روپے نکال کر دیئے اور فرمایا کہ آپ فوری طور پر مکان مجلس کے حوالہ کردیں، چنانچہ ایک دو روز میں اس نے مکان مجلس کے سپرد کردیا اور یوں اللہ پاک نے حاجی صاحب کی حسن تدبیر سے لاہور میں مجلس کو دفتر عطا فرمادیا۔

امتناع قادیانیت آرڈی نینس ۱۹۸۴ء کے نفاذ کے بعد جب قادیانی وفاقی شرعی عدالت میں گئے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زعماء نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کی قیادت میں لاہور میں ڈیرے ڈال لئے تو مرحوم ہمہ وقت اپنے بزرگوں کی خدمت اور کیس میں معاونت میں پیش پیش رہے۔ رمضان المبارک اور ذوالحجہ میں مجلس کے ساتھ مالی تعاون کے لئے ہر وقت مستعد نظر آتے۔ غرضیکہ ان کا اوڑھنا بچھونا مجلس ہی تھی۔

چناب نگر کانفرنس میں تندرستی کے زمانہ میں ہر سال شرکت فرماتے بلکہ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ جو آپ کے مرشد تھے، آپ کی گاڑی کو یہ اعزاز نصیب ہوا کہ حضرت انورؒ، خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خانؒ، پیر طریقت حضرت سید نفیس الحسینیؒ آپ کی گاڑی پر چناب نگر کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے جاتے رہے۔

موصوف جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر تھے، وہاں سالہا سال سے مرکزی شوریٰ اور مالیاتی کمیٹی کے رکن چلے آرہے تھے اور ہر سال باقاعدگی سے شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے لئے ملتان تشریف لاتے بلکہ ایک روز پہلے آجاتے اور مالیاتی کمیٹی کے اجلاس میں شریک ہوجاتے۔ مجلس کا مالیاتی نظام مضبوط ہاتھوں میں ہے، شاید وباید کسی بڑے ادارہ کا نظم ایسا ہو، حسابات چیک کر کے عش عش کر اٹھتے۔

بہر حال ان کی عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت و ترجمانی کے لئے خدمات رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی۔ بندہ نے رمضان المبارک کا دوسرا جمعہ چیچہ وطنی میں پڑھا، رات برادرم ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ کے ہاں قیام تھا، صبح کی نماز کے بعد ڈاکٹر صاحب نے لاہور کے لئے سوار کردیا۔ لاہور پہنچ کر تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد مجلس لاہور کے جواں سال مبلغ مولانا عزیز الرحمن ثانی نے اطلاع دی کہ حاجی صاحب انتقال فرماگئے، تو ثانی صاحب کی معیت میں موصوف کی رہائش گاہ چاہ میراں پہنچے۔ غسل و تکفین میں شرکت کی۔ موصوف کی وصیت تھی کہ ان کی نماز جنازہ ختم نبوت والے پڑھائیں تو نماز جنازہ کی امامت کا اعزاز بھی بندہ کو نصیب ہوا اور یوں ۱۲/ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۳/ ستمبر ۲۰۰۸ء نماز تراویح کے بعد نماز جنازہ ہوئی اور شاد باغ لاہور عامر روڈ کے قبرستان میں رات گئے انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ رضا و رضوان کا معاملہ فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ ☆☆

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

گزشتہ سے پیوستہ

عہد رسالت میں

جھوٹے مدعی نبوت کا انجام

اسود عنسی بہت مکار تھا اور ایک شیطان جن اس کے تابع تھا، شیطان جن نے اسے مطلع کیا کہ قیس اور اس کے ساتھی... اسود کے خلاف سازش کررہے ہیں، تب اسود عنسی نے اپنے سالار قیس بن عبدیغوث کو اپنے سامنے طلب کیا اور قیس سے کہا:

"اے قیس! میرا جن مجھ سے یہ کہتا ہے کہ... اے اسود عنسی! تو نے قیس بن عبدیغوث کو عزت دی یہاں تک کہ وہ تیرے معاملات میں دخیل ہوگیا اور جب وہ عزت میں تیرے برابر ہوگیا تو اس نے تیرے ساتھ دشمن والا وار کیا اور تیری حکومت لینے کی ٹھان لی... اے قیس! میرا جن مجھ سے کہتا ہے کہ... اے اسود عنسی! اے بدنصیب! اٹھ اور قیس کو گھیر لے، اس کی گردن پکڑ ورنہ یہ تیرا ملک چھین لے گا۔"

قیس نے جب یہ سنا تو گھبرا گیا (قیس بن عبدیغوث کا نام قیس بن مکشوح تھا) قیس بن مکشوح گھبرایا تو اس نے جھوٹی قسم کھائی: "مجھے قسم ہے... "ذی الخمار" کی!... اے اسود عنسی! تو میرے دل میں سب سے بڑا اور سب سے اہم ہے۔"

اسود عنسی نے قیس کی قسم پر یقین کرلیا اور کہا: "تو یقیناً اپنے بادشاہ کے ساتھ جھوٹ نہیں بولے گا، بادشاہ نے تجھے سچا مان لیا اور یقین کرلیا کہ تو نے اس بات سے توبہ کرلی جو مجھے میرے "جن" نے بتائی تھی۔"

قیس بن مکشوح وہاں سے واپس آئے اور اپنے ساتھیوں سے ملے، انہوں نے فیروز دیلمی اور داذویہ کو حالات سے آگاہ کیا، انہوں نے بتایا کہ ہم سب خطرے میں ہیں، چنانچہ تینوں صلاح کاروں نے اسود عنسی کے بلاوے پر اس سے ملاقات کی اور بالآخر مختلف بہانوں سے اسے رام کرلیا، لیکن وہ پوری طرح سے مطمئن نہ ہوا تھا، اسی دوران قیس بن مکشوح جو اس ساری منصوبہ بندی کے سرکردہ تھے... کو امیر ہمدان اور امیر ذی ظلیم کی طرف سے ایسے مضامین کے خط پہنچے جن میں امداد کی پیشکش کی تھی۔ دراصل امیر ہمدان اور امیر ذی ظلیم نے اس طرح کے خطوط قیس کی جانب اس لئے روانہ کئے تھے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امراء کو اسود عنسی کی اصلیت سے آگاہ کیا اور اس کی مخالفت پر ابھارا تھا، قیس بن مکشوح نے ان امراء کو لکھا کہ ابھی وہ کچھ نہ کریں یہاں تک کہ کچھ یقینی صورت حال پیدا ہوجائے۔

تب قیس، اسود عنسی کی بیوی... جو حقیقت میں ابناء کی شہزادی تھی... کے پاس گئے اور اس نیک طینت خاتون سے کہا:

"اے میرے چچا کی بیٹی! تو جانتی ہے، اس شخص کو جس نے تیری قوم کو مصیبت میں ڈالا، اس نے تیرے شوہر کو قتل کیا، عورتوں کو رسوا کیا اور تیری قوم کا قتل عام کیا، تو کیا اس کے خلاف تو ہماری کوئی مدد کرے گی؟"

ازاذ نے دریافت کیا: کس سلسلے میں مدد چاہتے ہو؟

قیس نے جواب دیا: اس کو نکل سے نکالنے میں مدد۔

تب ازاذ نے پھر پوچھا: یا اسود کے قتل میں مدد؟ اللہ تعالیٰ نے جتنی مخلوقات پیدا کی ہیں، ان میں سب سے زیادہ نفرت مجھے اس شخص سے ہے تو جو بھی اللہ کا مجھ پر حق ہے میں وہ ضرور پورا کروں گی، پس جب تم کوئی ارادہ کرلو تو مجھے بتانا۔

قیس بن مکشوح ازاذ کی ملاقات سے لوٹ رہے تھے کہ راستے میں ان کے سامنے اسود عنسی آ گیا، اس کے ہمراہ اس مسلح سوار بھی تھے۔

اسود عنسی نے کہا: اے قیس! کیا میں نے تجھ کو صحیح بات نہیں بتلائی تھی کہ تو مجھے دھوکا دے رہا ہے؟ میرے جن نے مجھ سے کہا ہے کہ: اگر تو نے قیس کا ہاتھ نہ کاٹا تو وہ تیری گردن کاٹ دے گا؟

قیس بن مکشوح نے کہا: اے اسود! یہ اطلاع درست نہیں ہے، میرا عقیدہ ہے کہ تمہارے گھر والے اور تم اللہ کے رسول ہو، پس اگر تمہارے ہاتھوں میں مارا جاؤں تو یہ میرے لئے ان بے شمار موتوں سے زیادہ عزت والی بات ہے جو مجھے ہر روز حاصل ہوں۔

قیس بن مکشوح کی بات سن کر اسود عنسی کا دل نرم ہوگیا، اور اس نے قیس کو پھر چھوڑ دیا، لیکن وہ ان تینوں صلاح کاروں کی طرف سے خبردار ہوچکا تھا۔ پھر اسود عنسی نے ایک عجیب کام کیا، اس نے باغیوں کو

ڈرانے کے لئے سوگائیں اور اونٹ جمع کئے، انہیں ایک طرف کھڑا کیا، پھر درمیان میں ایک لکیر کھینچی اور خود لکیر کے دوسری طرف کھڑا ہوگیا، قیس بن مکشوح، فیروز دیلمی اور داذویہ... یہ تینوں اسود عنسی کی حرکات کو غور سے دیکھ رہے تھے، اسود نے تمام جانوروں کو بغیر باندھے ذبح کردیا لیکن حیرت کی بات یہ ہوئی کہ کوئی بھی جانور اسود کے کھینچے ہوئے خط کو پار نہ کر پایا، یہ جانور تڑپتے رہے، یہاں تک کہ ان کی ارواح نکل گئیں، یہ بھیانک منظر دکھانے کے بعد اسود نے فیروز دیلمی کو مخاطب کیا:

"اے فیروز! تیرے بارے میں مجھے جو خبریں پہنچیں، کیا وہ صحیح ہیں؟ میں تو چاہتا ہوں کہ تجھے بھی ان چوپایوں کے ساتھ ذبح کردوں۔"

یہ کہتے ہوئے اسود نے اپنا خنجر نکالا، لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا، فیروز دیلمی جلدی سے بولے:

"اے اسود عنسی! آپ نے ہمیں اپنی سسرال بنا کر عزت دی اور ہمیں ابنائے پر فضیلت دی، تو اگر آپ نبی نہ ہوتے تو ہم اپنا نصیب اور اپنا حصہ کسی قیمت پر آپ کے ہاتھ فروخت نہ کرتے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم آپ کے خلاف بغاوت کریں جب کہ ہمارے لئے آپ کی ذات میں دنیا وآخرت دونوں کی بھلائی ہے تو جو کوئی بھی آپ کو ہمارے خلاف بھڑکا رہا ہے، آپ اس کی بات قبول نہ کریں، میں تو ویسا ہی ہوں جیسا آپ چاہیں گے۔"

اسود خوش ہوگیا، فیروز کو معاف کردیا اور اسے کہا: "ان چوپایوں کا گوشت اہل صنعاء میں تقسیم کردیا جائے۔"

فیروز گوشت تقسیم کرکے محل واپس لوٹا تو اس نے دیکھا کہ ایک شخص اسود کے کان بھر رہا تھا، فیروز نے چھپ کر ساری باتیں سن لیں، اس نے یہ بھی سن لیا کہ اسود! فیروز اور اس کے ساتھیوں کو آنے والی صبح قتل کردینے کا فیصلہ کرچکا تھا۔

فیروز محل سے تیزی کے ساتھ اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹا اور انہیں اطلاع دی کہ اسود نے انہیں قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے، تینوں صلاح کاروں میں باہم مشورہ ہوا اور یہ طے پایا کہ ابناء کی شہزادی "آزاذ" کو ساری صورت حال بتا کر اس سے مشورہ لیا جائے، چنانچہ فیروز اپنی چچا زاد بہن آزاذ کے پاس پہنچا اور اسے ساری صورت حال بتائی، تب اس نیک سیرت خاتون نے کہا:

"اس محل کا کوئی بھی حصہ ایسا نہیں، جہاں محافظوں کا پہرہ نہ ہو، لیکن ایک کونہ ایسا ہے جو میں جانتی ہوں، اس کونے کی پشت پر راستہ ہے، تم لوگ رات کے وقت اسی جگہ سے محل کی فصیل پھلانگ کر اندر آجاؤ، وہاں محافظ نہیں ہوں گے اور نہ ہی اسود کے قتل میں کوئی رکاوٹ ہوگی، میں محل میں ایک چراغ جلادوں گی اور اس کے نزدیک اسلحہ رکھ دوں گی، تم لوگ بے فکر ہوکر اپنا کام مکمل کرسکتے ہو۔"

ٹھیک اسی وقت جب فیروز یہ باتیں طے کرکے، آزاذ کے کمرے سے نکل رہا تھا... اسود اس کے سامنے آگیا، اسود بے حد طاقتور اور جسیم تھا، اس نے پوری قوت سے فیروز کی گردن کو جکڑ لیا اور چاہا کہ اسے قتل کردے، لیکن اسی وقت آزاذ نے فلک شگاف چیخ ماری، اسود نے اپنی بیوی کی دہشت ناک آواز سنی تو فیروز کو چھوڑ کر اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہوا، تب آزاذ نے اسود سے کہا:

"یہ میرا چچا زاد اور دودھ شریک بھائی ہے، یہ مجھ سے ملنے آیا تھا۔"

اسود غصے سے پھنکارا اور اس نے آزاذ کو جھڑکتے ہوئے جواب دیا:

"خاموش رہ! اے عورت! تیرا باپ مرے! آج میں نے تیری خاطر اس شخص کو چھوڑ دیا۔"

فیروز تیزی کے ساتھ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا اور ان سے کہا: "بچ کر رہو! بچ کر رہو!" یہ کہہ کر اس نے اپنے ساتھ بیتا پورا واقعہ انہیں کہہ سنایا، تینوں صلاح کار حیران اور پریشان رہ گئے، لیکن خوش قسمتی سے اسی وقت ان کے پاس آزاذ کا پیغام پہنچا، آزاذ نے کہلوا بھیجا تھا:

"تم لوگوں نے جو ارادہ کیا ہے اسے ملتوی نہ کرنا۔"

چنانچہ وہ تینوں اسی رات اپنے منصوبے پر عمل کرنے کا ارادہ کرکے اٹھے، رات کے وقت انہوں نے محل کی دیوار میں نقب لگائی اور چپکے سے اندر داخل ہوگئے، انہوں نے محل میں ایک جلتا ہوا چراغ دیکھا، فیروز دیلمی اس چراغ کی طرف بڑھے اور تسلی کرنے کے بعد اسود کے کمرے کی طرف بڑھ گئے، اسود اپنے ریشمی بستر پر لیٹا خراٹے لے رہا تھا، جونہی فیروز دیلمی دروازے سے اندر داخل ہوئے تو اسود عنسی کو اس کے شیطان جن نے خبردار کردیا اور وہ یکایک اٹھ کر بیٹھ گیا، اسود گہری نیند سو رہا تھا اور بیٹھے بیٹھے بھی خراٹے بھر رہا تھا جبکہ اس کا شیطان فیروز سے مخاطب تھا:

میرا اور تیرا کیا معاملہ ہے؟ فیروز!

اس کے بعد شیطان خود اسود سے مخاطب ہوا: اے اسود! اس فیروز اور اس عورت کو جلدی گرفت میں لے لو! ورنہ یہ تمہیں ہلاک کردیں گے۔

فیروز نے شیطان کی بات سنی تو ذرا بھی دیر نہ

کی، یکا یک اپنی جگہ سے اچھلے اور اسود عنسی سے ٹکرا گئے، انہوں نے اسود کی گردن اپنے بازوؤں میں لے لی اور مروڑ دی اور پھر اسے نیچے گرا کر اس کی کمر پر دونوں گھٹنے رکھ دیئے، یہاں تک کہ وہ ہلاک ہوگیا، پھر فیروز دیلمی اٹھے، تاکہ اپنے ساتھیوں کو جا کر بتائیں، لیکن حمیری شہزادی اذاز نے فیروز کا دامن پکڑ لیا اور ان سے کہا:

"فیروز! کہاں چل دیئے، اپنی بہن کو چھوڑ کر۔"

دراصل اذاز یہ سمجھ رہی تھی کہ ابھی اسود ہلاک نہیں ہوا، فیروز دوڑ کر باہر گئے اور اپنے ساتھیوں کو بلا لائے تاکہ اسود کا سر دھڑ سے جدا کر دیں، لیکن جونہی وہ اسود کے قریب پہنچے، یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اسود کے شیطان جن نے اسے پھر اٹھا کر بٹھا دیا تھا، وہ بھیانک انداز میں تڑپا اور بیل کی طرح ڈکرانے لگا، اسود کے محافظ تیزی سے اس کے کمرے کی طرف لپکے، لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے نیک سیرت خاتون اذاز نے عقلمندی مظاہرہ کیا اور اندر سے ہی محافظوں کو پکارتے ہوئے کہا:

"تم لوگ جاؤ! یہاں کچھ نہیں ہوا، یہ جو آواز تم نے سنی، اس لئے آئی کہ نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے۔"

یہ بات سن کر محافظ پلٹ گئے، اگلی صبح یہ تینوں مجاہد محل کی دیوار پر کھڑے ہوگئے اور انہوں نے خفیہ الفاظ میں اپنے ساتھیوں کو پکارا، جلد ہی بہت سے لوگ وہاں جمع ہوگئے، تب قیس بن مکشوح یا وبر بن یحنس نے اعلان کیا:

"اشھدان محمد الرسول اللہ."

اے لوگو! عبہلہ بن کعب بن غوث کذاب ہے۔ یہ کہتے ہوئے انہوں نے اسود عنسی کا سر فصیل سے باہر پھینک دیا، اور اس طرح یہ قضیہ تمام ہوا، اسود کے ساتھی شکست کھا گئے، مجاہدین نے ان کا پیچھا کیا اور جگہ جگہ انہیں قید کرتے گئے، اسلام غلبہ پا گیا اور تمام نائبین رسولؐ اپنی اپنی عمل داریوں میں واپس آ گئے۔ متفقہ طور پر یمن کی امارت حضرت معاذ بن جبلؓ کو دے دی گئی۔ اسود کے قتل کی اطلاع جب مدینہ پہنچی تو اہل مدینہ اس کے قتل سے پہلے ہی آگاہ تھے، کیونکہ جس رات وہ قتل ہوا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا:

"اسود عنسی قتل ہوگیا، اسے قتل کیا ہے ایک مبارک شخص نے جو ایک مبارک گھرانے کا ہے۔"

اسود عنسی کی کل مدت حکومت تین یا چار ماہ ہے۔

☆☆..........☆☆

Hameed®
Bros
Jewellers
HB®
TRUSTABLE
MARK

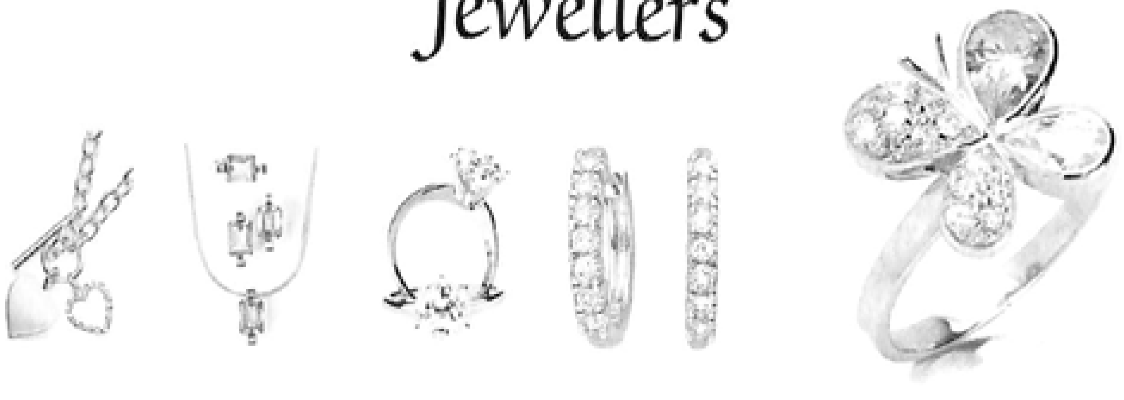

3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone: 5675454. 5215551 Fax: (092-21) - 5671503

عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظِ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس ختم نبوت کا تعارف:

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔
- یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
- تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔
- اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔
- لاکھوں روپے کا لٹریچر عربی، اردو، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی اور ماہانہ ''لولاک'' ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔
- چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالیشان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔
- ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔
- ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔
- اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔
- افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں زکوٰۃ صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت کو دیجئے

ترسیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر عالمی مجلسِ تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583846-061-4514122 فیکس: 0092-61-4542277
اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون: 021-2780337 فیکس: 021-2780340
اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے صحیح طریقے سے مصرف میں لایا جائے۔

اپیل کنندگان

شیخ المشائخ مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا **عزیز الرحمن** جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت